بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ کی آیات پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی اطاعت مومنین پر فریضہ لازم ہے

تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ۔ (الجاثیۃ:۷)

یہ اللہ کی آیات ہیں جو ہم تیرے سامنے حق کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ پس اللہ اور اس کی آیات کے بعد پھر اَور کس بات پر وہ ایمان لائیں گے؟

وَمَاۤ اٰتٰکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَمَا نَہٰکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۘ (الحشر:۸)

اور رسول جو تمہیں عطا کرے تو اسے لے لو اور جس سے تمہیں روکے اُس سے رُک جاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

❁ جلد 75 ❁ شمارہ 24 ❁ 24 ذوالحجہ 48 - 1447 ہجری قمری ❁ 11 احسان 1405 ہجری شمسی ❁ 11 جون 2026ء (www.akhbarbadr.in)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقدمات کے فیصلوں کیلئے واضح لائحہ عمل

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَبْعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ. قَالَ أَقْضِي بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ قَالَ أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي وَلَا آلُو فَضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَدْرَهُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا يَرْضَى رَسُولُ اللّٰهِ.

(ابوداؤد کتاب القضاء باب اجتہاد الرأی فی القضاء)

جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو پوچھا کہ جب تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کروگے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی کتاب کے مطابق۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اگر تم اللہ کی کتاب میں نہ پاؤ تو پھر؟ انہوں نے کہا کہ پھر اللہ کے رسول ﷺ کی سُنّت کے مطابق۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اگر سنت رسول اللہ ﷺ سے بھی نہ ملے تو؟ انہوں نے کہا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کے سینہ پر تھپکی دی اور فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول کے رسول کو یہ توفیق بخشی جس سے اللہ کا رسول راضی ہوگیا۔

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

جماعت احمدیہ کے نزدیک قرآن مجید، سنت اور حدیث کا مقام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کیلئے مَیں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سُنّت اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہوکر بات کرتے ہیں۔ یعنی ہم حدیث اور سُنّت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنّت الگ چیز۔ سُنّت سے مُراد ہماری صرف آنحضرت ؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادۃ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کیلئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مُراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصّوں کے رنگ میں آنحضرت ؐ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنّت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنّت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرت ؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جس طرح آنحضرت ؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنّت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 209-212)

تبرکات حضرت مصلح موعود ؓ

سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دی اور حدیث وہ قول ہے جو آپ ﷺ نے بیان کی

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمی کارناموں کو بیان کرتے ہوئے سیّدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی ؓ فرماتے ہیں:

’’دسواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ فقہ کی اصلاح کی جس میں سخت خرابیاں پیدا ہوگئی تھیں اور اس قدر اختلاف ہو رہا تھا کہ حد نہ رہی تھی آپ نے اس کے متعلق زریں اصول باندھا اور فرمایا شریعت کی بنیاد مندرجہ ذیل چیزوں پر ہے۔ (۱) قرآن کریم (۲) سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (۳) احادیث جو قرآن کریم اور سنت اور عقل کے خلاف نہ ہوں (۴) تفقہ فی الدین (۵) اختلاف طبائع وحالات۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے سنت اور حدیث کو الگ الگ کیا۔ آپ نے فرمایا سنت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جس پر آپ ﷺ قائم ہوئے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دی۔ اور حدیث وہ قول ہے جو آپ ﷺ نے بیان کی۔ اب دیکھو ان پانچ اصول سے آپ نے کیسی اصلاح کر دی ہے۔ سب سے اول درجہ پر آپ نے قرآن کریم کو رکھا کہ وہ خدا کا کلام ہے مفصل ہے مکمل ہے اس میں نہ کوئی تبدیلی ہوگی نہ ہوئی ہے نہ کوئی تبدیلی کرسکتا ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ ایسے کلام سے بڑھ کر کونسی بات معتبر ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد سنت ہے کہ صرف قول سے اس کا تعلق نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عمل بھی وہ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود کیا کرتے تھے اور متواتر کرتے تھے۔ ہزاروں لوگ اسے دیکھتے تھے اور اس کی نقل کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ ایک یا دو یا تین کی گواہی ہو کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کہتے سنا بلکہ ہزاروں آدمیوں کا عمل کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں کرتے دیکھ کر آپ کی اتباع میں ایسا کام شروع کیا۔ اس سنت میں غلطی کا احتمال بہت ہی کم رہ جاتا ہے۔ اور یہ حدیث سے جو چند افراد کی شہادت ہوتی ہے بہت افضل ہے۔ اس کے بعد آپ نے حدیث کو رکھا۔ لیکن ان کے متعلق یہ شرط لگائی کہ صرف راویوں کی پرکھ ان کی صداقت کی علامت نہیں بلکہ ان کا قرآن کریم سنت اور قانون قدرت کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 178 تا 179)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05/جون 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو. کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اختلافات فرقہ اہل قرآن و اہل حدیث

----اور----

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا بحیثیت حکم و عدل ایمان افروز فیصلہ

ان دنوں سعودی عرب کے حوالہ سے سوشل میڈیا پر یہ خبریں زوروں پر ہیں کہ سعودی عرب نے قانون سازی کے حوالہ سے ’’متواتر‘‘ احادیث کے علاوہ باقی تمام احادیث پر عمل کو مشکوک سمجھتے ہوئے مسترد کر دیا ہے۔ بعض مسلمان ملاں یا ان کے ہمنوا جو سوشل میڈیا پر دن رات مسلم عوام کے جذبات کو بھڑکانے کیلئے اور سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے ایسی خبریں اُڑاتے رہتے ہیں اس میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کچھ سال قبل سعودی حکومت نے اپنے ملک کو معاشی و معاشرتی اعتبار سے بہتر بنانے کیلئے وژن 2030ء کے نام سے ایک منصوبہ بندی کی تھی جس کا اصل مقصد یہ تھا کہ وہ کونسے ذرائع ہیں جن سے سعودی عرب کو تیل کی آمد کے علاوہ بھی مضبوط معاشی قدموں پر کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ اس میں سیاحت، ٹیکنالوجی میں سرمایہ کاری کو بڑھانا، جدید شہروں کی تعمیر اور تفریحی مراکز کا قیام، خواتین میں ملازمت کے مواقع اور ان کی آزادی کی طرف قدم وغیرہ شامل تھے۔ انہی میں بعض مذہبی اصلاحات بھی ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ قانون سازی میں قرآن کے ساتھ ساتھ متواتر احادیث سے مدد لی جائے اور حدیث احاد اور حدیث خبر کو نیچے کے درجہ میں رکھا جانا چاہئے۔

سعودی عرب کی حکومت نے اس حوالہ سے کیا بیان دیا اور کسی بھی بات کو پھیلا کر سستی شہرت حاصل کرنے والے مُلاں اس حوالہ سے کیا کہتے ہیں ان سب باتوں کو چھوڑتے ہوئے ہم مامور زمانہ سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے قرآن مجید، سنّت اور احادیث کے ذریعہ ہدایت حاصل کرنے کے حوالہ سے کیا راہنمائی فرمائی ہے، بیان کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ اُمّت کو جہاں جہاں بھی ٹھوکر لگی ہے اور جہاں جہاں بھی اس کو راہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی ہے آپ نے باذن الٰہی راہنمائی فرمائی ہے۔

آپ کی زندگی میں فرقہ اہل قرآن وجود میں آ چکا تھا جس کے بانی ان دنوں عبداللہ چکڑالوی صاحب اور غلام احمد پرویزی صاحب تھے۔ ان حضرات سے اہل حدیث علماء کے آئے دن مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ ان میں سے ایک مباحثہ عبداللہ چکڑالوی صاحب اور محمد حسین بٹالوی صاحب کے مابین 1902ء میں ہوا۔ عبداللہ صاحب اہل قرآن تھے اور محمد حسین بٹالوی صاحب اہل حدیث تھے۔ عبداللہ چکڑالوی صاحب اور ان کے ہمنوا صرف قرآن مجید کو مانتے تھے اور احادیث کو قابل عمل نہیں سمجھتے تھے اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ احادیث اللہ کی کتاب قرآن پر قاضی ہیں۔ ہر دو افراط و تفریط میں چلے گئے تھے۔ اس مباحثے پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ریویو تحریر فرمایا تھا جو کہ روحانی خزائن کی جلد نمبر 19 میں بعنوان

’’ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی‘‘

موجود ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس میں ہر دو کو قرآن مجید اور احادیث کی عظیم الشان ہدایات کے حوالہ سے جو راہنمائی فرمائی ہے وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ مسلم علماء اور ان کی حکومتوں کے لئے یہ راہنمائی قابل تقلید ہے۔

آپ نے فرمایا:

تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ اوّل قرآن ہے۔ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سُنّت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھائے مثلاً نماز پڑھ کے دکھلائی کہ یوں نماز چاہئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہئے۔ اس کا نام سُنّت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سُنّت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سُنّت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سُنّت ہو تو وہ اس کو یقینی کر دے گی۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ 34-33 مطبوعہ نظارت نشر و اشاعت قادیان 2018)

اس راہنمائی کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ ہر دو علماء کے مباحثہ پر جو ریویو کیا اس میں آپ نے فرمایا:

’’اصل بات یہ ہے کہ ان ہر دو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کی ہے اور دوسرے نے تفریط کی۔ فریق اوّل یعنی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو ردّی اور لغو سمجھا جائے لیکن وہ حفظِ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور یہ صریح غلطی ہے اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں فرماتا ہے فَبِاَیِّ حدیثٍ بعد اللّٰہ و اٰیاتہٖ یُومنون یعنی خدا اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے..... اور ان کے مخالف مولوی عبداللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف سے بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے وابستہ ہے اور آنجناب کے عملی نمونوں کے دریافت کے لئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے۔‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دیگر محدثین اور ان کے ناقدین کے طریق سے ہٹ کر حدیث کو پرکھنے کا ذریعہ یہ بتایا ہے کہ جو حدیث قرآن مجید کی تعلیم کے مطابق ہے وہ خواہ کیسی ہی ضعیف ہو اُسے قبول کیا جانا چاہئے اور اگر کوئی حدیث خواہ وہ کتنی ہی مستند و متواتر ہو لیکن اگر وہ قرآن مجید کی واضح تعلیم کے خلاف ہو تو پہلے اس کی تطبیق کی فکر کرنی چاہئے لیکن اگر کسی طرح تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے نیز آپ نے فرمایا اگر کوئی حدیث ایسی ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور کسی زمانہ میں وہ پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو بھی سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو غلطی پر خیال کرو اور کاذب سمجھو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو۔ ایسی حدیثیں صدہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں۔ پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی روای اس کا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کر دو جس کا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا ہے۔ (خلاصہ عبارت کشتی نوح)

پس احادیث کو پرکھنے کے حوالہ سے یہ وہ مستحکم اصول ہیں جو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں اور جو اس دور میں خدا کی طرف سے حکم و عدل کے طور پر آئے ہیں آپ کے پیش کردہ تمام الٰہی فیصلوں کو مان کر ہی ہم اسلام کی مضبوطی اور بقا کے ضامن ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ احادیث کے پرکھنے اور ان پر عمل کرنے کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مذکورہ راہنمائی پر عمل کیا جائے۔

⁂

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کر لیا ہے؟

200 دفعہ دُرود شریف

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ-15 سے 25 سال کے افراد، (کم از کم) 100 دفعہ-بچے 33 دفعہ-چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ-والدین کے ساتھ)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔
اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad^{sa} and on the people of Muhammad^{sa}.)

100 دفعہ اِستغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

100 دفعہ درج ذیل دعا

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

⁂

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الانفال: 30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

خطبہ جمعہ

- ”مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا“ (حضرت مسیح موعودؑ)
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات تھی اور صرف اس کی برتری دنیا کو دکھانا چاہتے تھے
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے اور قبولیت دعا کے لیے ضروری قرار دیا ہے لیکن عاجزی کی انتہا ہے کہ آپؐ اپنے ایک مرید کو فرما رہے ہیں کہ میرے لیے دعا کرنا
- کسی کام کے کرنے میں بھی آپؐ عار نہیں سمجھتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی آپؐ خود کر کے دوسروں کو دکھاتے تھے بلکہ سکھاتے تھے
- جب کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو آپؐ اس سے مصافحہ فرماتے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچ لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک اس کے چہرے سے نہ موڑتے یہاں تک کہ وہ شخص خود منہ موڑ لیتا۔ اور آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے بڑھائے ہوئے ہوں
- آپؐ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہوتا جو سب سے زیادہ خیر خواہی میں بڑھا ہوا ہوتا۔ اور آپؐ کے نزدیک درجے میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو دوسروں سے ہمدردی اور معاونت میں سب سے اچھا ہوتا
- آپؐ کی مجلس علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتیں۔ نہ قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی ہوتی۔ نہ کسی کی کمزوریوں کو بیان کیا جاتا۔ سب آپس میں برابر ہوتے اور تقویٰ کے سبب وہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے۔ ایک دوسرے سے انکساری سے پیش آتے۔ بڑے کی عزّت کرتے اور چھوٹے پر رحم کرتے اور ضرورت مند کو ترجیح دیتے اور اجنبی کا خیال رکھتے
- ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہزاروں شاعر آتے اور آپ کی تعریف میں شعر کہتے تھے مگر لعنتی ہے وہ دل جو خیال کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریفوں سے پھولتے تھے۔ وہ ان کو مُردہ کیڑے کی طرح خیال کرتے تھے۔ مدح وہی ہوتی ہے جو خدا آسمان سے کرے۔ یہ لوگ محبتِ ذاتی میں غرق ہوتے ہیں۔ ان کو دنیا کی مدح و ثنا کی پروا نہیں ہوتی۔ تو یہ مقام ایسا ہوتا ہے کہ خدا آسمان اور عرش سے ان کی تعریف اور مدح کرتا ہے۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)
- مجھے دنیا سے کیا تعلق ہے۔ مَیں صرف ایک سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے سائے میں ٹھہرا پھر روانہ ہو جاتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔ (حدیث نبوی ﷺ)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی دربان کھڑا ہوتا تھا۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صبح شام بڑے بڑے برتنوں میں کھانے پیش کیے جاتے تھے۔ یعنی اعلیٰ قسم کے کھانے کوئی نہیں پیش ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی ملاقات کرنا چاہتا وہ آسانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے اپنا کھانا بھی زمین پر رکھتے۔ سادہ اور موٹے کپڑے پہنتے۔ گدھے پر سوار ہوتے۔ لوگوں کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھاتے اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے یعنی صاف کر لیتے تھے
- مسجد میں صفائی جھاڑ پونچھ کے کام کو بھی آپؐ نے کبھی عار نہیں سمجھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آنے والی گرد و غبار کو ایک چھڑی سے صاف کیا کرتے تھے
- یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے (حدیث نبوی ﷺ)
- ”عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے۔ اس کا سیکھنا ہی کیا ہے انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ...... “ کہ میں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ ”تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)

عاجزی و انکساری کے حوالے سے آنحضور ﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا دل آویز تذکرہ

- مکرم ملک داؤد محمود صاحب ابن محمد اسحاق صاحب وہاڑی حال کراچی کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22/ مئی 2026ء بمطابق 22/ ہجرت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے پہلو عجز و انکسار کا ذکر ہو رہا تھا۔ آج بھی وہی ذکر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی کا کیا معیار تھا۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کی مثالیں دے کر آپؐ اس کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت یحيٰ بن ابی کثیرؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَیں اسی طرح کھاتا ہوں جیسے ایک غلام کھاتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جیسے ایک غلام بیٹھتا ہے کیونکہ مَیں بھی تو ایک بندہ ہی ہوں۔

(الجامع لشعب الایمان للبیہقی جزء 8 صفحہ 116 روایت نمبر 5572 مکتبۃ الرشد ریاض 2003ء)

یعنی سرداروں اور رئیسوں والا تکبر اور خود بینی، نمائش میرے اندر نہیں ہے۔

اسی طرح ایک روایت ہے۔ حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا اور وہ ایسی تیز تھی کہ اس سے آگے کوئی اونٹ نہیں نکل سکتا تھا۔ ایک بدوی اپنے ایک جوان اونٹ پر سوار آیا اور مقابلے میں وہ اونٹ عضباء سے آگے نکل گیا تو مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا کہ عضباء پیچھے رہ گئی ہے اور تم آگے نکل گئے ہو یا نکل رہی بھی تھی تو روک لیتے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی تھی۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس رویّے پر فرمایا کہ اللہ کا حق ہے کہ جس چیز کو دنیا میں اٹھاتا ہے اس کو نیچا بھی دکھاتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث نمبر 6501)

اس میں ایسی غصہ والی بات کوئی نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کرتا ہی ہے۔ اوپر جاتی ہیں چیزیں تو نیچے بھی آتی ہیں۔ عام لوگ تو ایسی بات پر حسد میں آجاتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہمیشہ خدا تعالیٰ کی ذات تھی اور صرف اس کی برتری دنیا کو دکھانا چاہتے تھے۔

کس عاجزی سے آپؐ فرماتے ہیں کہ اس میں غصہ والی کیا بات ہے؟ کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے تو اللہ تعالیٰ کی برتری ظاہر ہو رہی ہے۔

پھر عاجزی کی ایک اَور مثال حضرت عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا: اے میرے بھائی! اپنی دعا میں مجھے نہ بھولنا۔

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ایسی بات فرمائی تھی کہ اس کے بدلے مجھے پوری دنیا بھی مل جاتی تو بھی مجھے خوشی نہ ہوتی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الوتر باب الدعاء روایت 1498)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے اور قبولیت دعا کے لیے ضروری قرار دیا ہے لیکن عاجزی کی انتہا ہے کہ آپؐ اپنے ایک مرید کو فرما رہے ہیں کہ میرے لیے دعا کرنا۔

کسی کام کے کرنے میں بھی آپؐ عار نہیں سمجھتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی آپؐ خود کر کے دوسروں کو دکھاتے تھے بلکہ سکھاتے تھے۔

چنانچہ ایک روایت ہے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک لڑکے کے پاس سے ہوا۔ ایک بکری کی کھال وہ اتار رہا تھا تو آپؐ نے اسے پرے کیا اور فرمایا: پیچھے ہٹو تا کہ مَیں تمہیں صحیح طریقہ دکھاؤں کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ تم کھال اتارنے میں مہارت رکھتے ہو۔ چنانچہ آپؐ نے اپنا ہاتھ کھال اور گوشت کے درمیان داخل کیا اور اسے اندر تک لے گئے یہاں تک کہ وہ بغل تک چھپ گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: یوں کرو۔ اے لڑکے! اس طرح کھال اتارو۔ آپؐ نے اس کا سارا کام بھی کیا اور اس کو سکھایا بھی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من مس اللحم ...... حدیث نمبر 185)

پھر اسی طرح عاجزی سے دوسروں کے کام کرنے کی ایک اَور روایت ہے۔ حضرت خبابؓ کی بیٹی سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بکری دودھ دوہنے کے لیے یا بکری کا دودھ دوہنا تھا تو لے کر آئی۔ آپؐ نے اسے باندھا اور اس کا دودھ دوہا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس تم اپنا بڑا برتن لے کر آؤ۔ وہ برتن لے کے آئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں! اس سے بڑا برتن لاؤ۔ سو مَیں ایک بڑا برتن لائی تو آپؐ نے اس میں دودھ دوہا یہاں تک کہ وہ بھر گیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: خود بھی پیو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی پلاؤ۔

(مسند ابی داؤد الطیالسی جلد 3 صفحہ 239-240 حدیث نمبر 1768 دار ہجر۔ مصر 1999ء)

یقیناً آپ کو خیال ہوگا کہ آپؐ کی دعا کی برکت سے اس میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے تو آپؐ نے ان کو فرمایا کہ اپنی یہ برکت جو ہے یہ دوسروں کو بھی دو اور بکری سے دوگنا دودھ اس وقت دوہا گیا۔

سلام کرنے اور مجلس میں بیٹھنے کے بارے میں بھی آپؐ کی عاجزانہ حالت اور اعلیٰ اخلاق کی مثال ملتی ہے۔

چنانچہ روایت ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا جب کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا تو آپؐ اس سے مصافحہ فرماتے۔ آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے نہ کھینچتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اپنا ہاتھ کھینچ لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ مبارک اس کے چہرے سے نہ موڑتے یہاں تک کہ وہ شخص خود منہ موڑ لیتا۔ اور آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا گیا کہ اپنے ہم نشین کے سامنے گھٹنے بڑھائے ہوئے ہوں۔

(جامع الترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق باب 46، حدیث نمبر 2490)

ایک روایت ہے۔ حضرت اَبُو مُثَنّٰی اَمْلُوْکِیؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے انبیاء علیہم السلام لاٹھی کے سہارے چلتے تھے اور اس پر ٹیک لگاتے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 7 صفحہ 32 دار الکتب العلمیۃ)

اور یہ لاٹھی اس لیے نہیں تھی کہ کوئی رعب ڈالنا ہے یا کوئی بڑائی ظاہر کرنی ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی اور انکساری کے طور پر ہوتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی تو سب سے بڑھ کر تھی۔

پھر عاجزی کی نصیحت بھی بڑے پُرحکمت انداز میں آپؐ فرماتے ہیں۔

چنانچہ روایت ہے۔ اِبنِ حَزْن بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونٹ والوں اور بکری والوں میں فخر و مباہات کا مقابلہ ہوا۔ اونٹ والے جو مالک تھے جن کے پاس زیادہ اونٹ تھے وہ کہتے تھے کہ ہم تمہارے سے زیادہ بڑے ہیں اور ہماری مال کی وسعت زیادہ ہے۔ بکریوں والے کہتے تھے ہم زیادہ ہیں۔ جب یہ مقابلہ ہو رہا تھا، بحث ہو رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں گئے اور آپؐ نے فرمایا: موسیٰ نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بکریاں چراتے تھے۔ اور داؤد نبی بنا کر بھیجے گئے اور وہ بکریاں چراتے تھے۔ اور مَیں بھی نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مَیں بھی اپنے اہل کی بکریاں اَجْیَاد مقام پر چرایا کرتا تھا۔

(السنن الکبریٰ للنسائی کتاب التفسیر سورۃ طٰہٰ حدیث نمبر 11262 جلد 10 صفحہ 171-172 موسسۃ الرسلۃ بیروت 2001ء)

فخر کرنے والوں کو بھی نصیحت فرما دی اور جن پر اپنا فخر ظاہر کیا جا رہا تھا، بکریوں والوں کو چھوٹا سمجھا رہا تھا تو آپؐ نے ان کی بھی دلجوئی فرما دی۔

اَجْیَاد کا ذکر جو آپؐ نے فرمایا ہے یہ اَجْیَاد مکے میں صفا کے قریب ایک مقام ہے۔ اس مقام کو جَیَاد بھی کہا جاتا ہے۔

(معجم البلدان جلد 01 صفحہ 130)

آپؐ میں کوئی فخر نہیں تھا۔ غریبوں سے بھی آپ عاجزی سے ملتے۔ ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔

چنانچہ روایت ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے یہ روایت ہے کہ بادیہ نشینوں میں یعنی گاؤں کے رہنے والے جو تھے ان میں ایک آدمی تھا جن کا نام زاہرؓ تھا۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیہات کی سوغاتیں ساتھ لایا کرتا تھا۔ وہاں کی جو مختلف چیزیں ہوتی ہیں دیہات کی لاتا تھا اور جب وہ جانے لگتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کافی مال و متاع دے کر روانہ فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارے بادیہ نشین یعنی گاؤں میں رہنے والے دوست ہیں اور ہم ان کے شہری دوست ہیں۔

ایک دن ایسا ہوا کہ زاہرؓ بازار میں اپنا کچھ سامان فروخت کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور پیچھے سے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ حضرت زاہرؓ حضور کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ انہوں نے پوچھا کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ لیکن جب انہوں نے مڑ کر دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ملنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہنا شروع کر دیا کہ کون اس غلام کو خریدے گا؟ حضرت زاہرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! تب تو آپؐ مجھے ایک گھاٹے کا سودا پائیں گے۔ مجھے کس نے خریدنا ہے؟ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔ یا فرمایا کہ اللہ کے حضور تم بہت قیمتی ہو۔

(صحیح ابن حبان کتاب الحظر والاباحۃ باب المزاح والضحك حدیث نمبر 5790 صفحہ 1543 دار المعرفہ 2004ء)

اسی واقعہ کا ایک خطبے میں ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

’’حضور کے ایک صحابی تھے جو کسی پیدائشی نقص کی وجہ سے نہایت ہی بدشکل تھے‘‘ یعنی زیادہ اچھی شکل نہیں تھی ’’اور نہایت درجہ غریب بھی۔ جسم اور کپڑے خاک آلود تھے۔ اسی حالت میں پسینہ سے لبریز وہ بازار میں کسی کی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ مگر اس صحابی میں کوئی چیز تھی جس کی حضور کے دل میں قیمت تھی۔‘‘ آپؐ بہت قدر فرماتے تھے ’’اسی حالت میں جبکہ خود انہیں اپنے آپ سے گھن آ رہی تھی‘‘ وہ اپنے آپ کو سمجھتے تھے کہ میں پسینے میں لتھڑا ہوا ہوں۔ مٹی میرے پر پڑی ہوئی ہے اور خود بھی شاید گھبراتے ہوں گے۔ ’’حضور‘‘ اس وقت ان کے ’’پیچھے سے تشریف لائے اور جس طرح بچوں سے کھیلتے ہیں اپنے ہاتھوں سے ان کی آنکھیں بند کر لیں۔ انہوں نے ٹٹول کر معلوم کر لیا کہ یہ حضور کے ہی ہاتھ ہیں کیونکہ حضور کے جسم پر بال بالکل ہی نہ تھے یا بہت کم تھے اور جسم بھی نہایت درجہ ملائم تھا۔ اس پر وہ بھی محبت سے اپنا جسم حضور کے جسم سے رگڑنے لگے جس سے حضور کا جسم اور کپڑے بھی میلے ہونے لگے مگر حضور نے ذرّا بھر برا نہ منایا۔ حضور نے ان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ میرا غلام ہے کوئی ہے جو اسے خریدے؟ اس پر ان کا دل بھر آیا۔‘‘ یعنی ان صحابی کا ’’اور حضور سے کہا میرے آقا یہ تو ایک بے نفع اور بے قیمت چیز ہے اسے کون خریدے گا؟ حضور نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اللہ کے نزدیک اس کی بہت قیمت ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 3 صفحہ 663)

حضرت حسن بن علیؓ آپؐ کے اعلیٰ اخلاق اور لوگوں سے عاجزی اور اخلاق سے ملنے اور آپؐ کی وجاہت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اپنے ماموں ھِند بن اَبِی ھَالَہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

حلیہ مبارک پوچھا اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ خوب بیان کرتے تھے اور مَیں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے اس کا کچھ تذکرہ کریں۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارعب اور وجیہ شکل وصورت کے تھے۔ آپؐ کا چہرہ مبارک یوں چمکتا تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ پھر انہوں نے یہ مکمل حدیث بیان کی۔ ساری تفصیل کھینچی۔ حضرت حسنؓ کہتے ہیں: مَیں نے یہ روایت، وہ ساری معلومات جو انہوں نے مجھے دی تھیں حضرت حسینؓ سے ایک عرصہ تک چھپائے رکھی۔ اور پھر ان سے جو بیان کی تو یہ معلوم ہوا کہ وہ اس بارے میں مجھ پر سبقت لے جا چکے ہیں اور مجھ سے پہلے ہی ان سے وہ کچھ پوچھ چکے ہیں جو مَیں نے ان سے پوچھا تھا بلکہ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے والد سے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنے اور جانے اور آپؐ کی شکل وصورت کے بارے میں دریافت کر چکے ہیں اور کوئی بات بھی باقی نہیں چھوڑی۔ حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں مَیں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں پوچھا۔

پہلی باتیں تو باہر کی تھیں۔ گھر کی باتیں جو حضرت علیؓ سے پوچھیں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لاتے تو گھر کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ جلّ شانہ کے لیے وقف فرماتے۔ ایک حصہ اپنے اہل کے لیے۔ اور ایک حصہ خود اپنے لیے۔ پھر اپنے حصے کو بھی اپنے اور لوگوں کے درمیان بانٹ لیتے ہیں اور اس میں خاص صحابہؓ کے ذریعہ عام لوگوں تک دین کی باتیں پہنچاتے اور ان سے کوئی بات بچا نہ رکھتے اور آپؐ کی سیرت میں اُمّت کے حصے کی تقسیم کا طریقہ کار یہ تھا کہ ملاقات کے لیے اجازت دینے میں اُمت کے اہلِ فضل لوگوں کو ترجیح دیتے اور دین میں فضیلت کے لحاظ سے ان کی تقسیم ہوتی تھی۔ ان میں سے بعض کو ایک حاجت ہوتی بعض کو دو اور بعض کو کئی حاجتیں ہوتیں۔ آپؐ ان کی حاجت روائی میں ان کے ساتھ مصروف رہتے اور ان کے سوالات پر انہیں ایسے کاموں میں مصروف کرتے جو ان کی اور اُمّت کی اصلاح کریں اور ایسی باتوں سے آگاہ کرتے جو ان کے لیے مفید ہوتیں اور فرماتے:

جو تم میں سے حاضر ہیں وہ غیر حاضروں تک یہ باتیں پہنچائیں۔ اور مجھ تک اس شخص کی حاجت پہنچاؤ جو اپنی حاجت پہنچا نہیں سکتا کیونکہ جو کسی ایسے شخص کی حاجت حاکم تک پہنچائے جسے وہ خود پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثبات قدم بخشے گا۔

پس اس میں ان عہدیداروں کے لیے بھی سبق ہے جو مختلف جگہوں پہ مقرر کیے گئے ہیں کہ وہ مرکز کو ضرورتمندوں کی باتیں پہنچایا کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسی باتوں کا تذکرہ ہوتا اور ان کے سوا کسی سے کوئی بات قبول نہ فرماتے۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس طالب بن کر آتے اور بغیر کچھ حاصل کیے واپس نہ جاتے اور خیر کی طرف ہدایت کرنے والے بن کر نکلتے۔

وہ یعنی حضرت امام حسینؓ کہتے ہیں پھر مَیں نے اپنے والد سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں پوچھا کہ اس دوران کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بامقصد بات کے سوا کلام نہ فرماتے۔ آپؐ صحابہؓ کی تالیف قلب فرماتے اور انہیں متنفر نہ کرتے۔ ہر قوم کے معزز فرد کی عزّت کرتے اور اسے ان پر والی بنا دیتے۔ لوگوں کو ہوشیار کرتے اور ان سے محتاط رہتے بغیر اس کے ان سے آپؐ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی میں کوئی فرق آئے۔ یعنی کسی کے بارے میں اگر کوئی شک ہوتا تو وہ ہوشیار بھی کرتے لیکن اس طرح نہیں کہ اس سے آپؐ کا کوئی رویّہ بدل جائے بلکہ آپؐ ہر شخص سے خوش اخلاقی سے پیش آتے۔ ہاں! احتیاط کا جہاں تقاضا ہے وہاں پر لوگوں سے، ملنے والوں سے احتیاط بھی کرتے۔ بعض ایسے لوگ مشکوک بھی ہوتے ہیں۔ آپؐ اپنے صحابہؓ پر نظر رکھتے اور لوگوں سے لوگوں کے احوال دریافت فرماتے۔ اچھی بات کی تعریف کرتے ہیں اور اسے تقویت دیتے اور بری بات کی برائی بیان کرتے اور اس کا زور توڑتے۔ آپؐ ہر امر میں میانہ رو تھے۔ تضاد سے پاک تھے۔ آپؐ غافل نہ ہوتے مبادا لوگ غافل ہو جائیں یا تھک جائیں۔ آپؐ ہر صورتحال کے لیے تیار رہتے۔ آپؐ نہ حق سے پیچھے رہتے نہ اس حق سے آگے بڑھتے۔ جو حق ہے اتنا ہی آپؐ کام کرتے۔ لوگوں میں سے آپؐ کے قریب وہ ہوتے جو سب سے بہترین ہوتے۔

آپؐ کے نزدیک سب سے افضل وہ ہوتا جو سب سے زیادہ خیر خواہی میں بڑھا ہوا ہوتا۔ اور آپؐ کے نزدیک درجے میں سب سے بڑا وہ ہوتا جو دوسروں سے ہمدردی اور معاونت میں سب سے اچھا ہوتا۔

درجے میں سب سے بڑا وہ ہے جو لوگوں سے ہمدردی کرتا ہے اور ان کی مدد کرنے والا ہے۔ وہ جو درجے میں سب سے زیادہ ہوتا وہ آپؐ کے قریب ہوتا اور اس کو آپؐ پسند کرتے۔

حضرت امام حسینؓ کہتے ہیں: پھر مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپؐ اٹھتے بیٹھتے ذکر الٰہی کرتے اور جب کسی قوم کے پاس جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہیں تشریف رکھتے اور یہی ارشاد فرماتے۔ آپؐ ہر ہم نشین کو اس کا حق دیتے۔ کوئی یہ گمان نہ کرتا کہ کوئی دوسرا اس سے زیادہ معزز ہے۔ جو آپؐ کے پاس بیٹھتا اور حضورؐ کے پاس اپنی کوئی ضرورت بیان کرتا تو آپؐ سب کے ساتھ اس کے ساتھ رہتے یہاں تک کہ وہ خود اٹھ کر چلا جاتا اور جو آپؐ سے اپنی حاجت طلب کرتا آپؐ اسے بغیر دیے یا نرمی سے بات کے بغیر واپس نہ کرتے۔ حاجت کے لیے آتا تو کچھ دیتے یا اگر نہیں دے سکتے تو بڑی نرمی سے جواب دیتے تھے۔ آپؐ کی خندہ پیشانی، سخاوت اور اس حسن خلق سب کے لیے تھی۔ آپؐ ان کے لیے باپ ہو گئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے آپؐ کے نزدیک سب برابر تھے۔

آپؐ کی مجلس علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی۔ نہ اس میں آوازیں بلند ہوتیں۔ نہ قابل احترام چیزوں کی بے حرمتی ہوتی۔ نہ کسی کی کمزوریوں کو بیان کیا جاتا۔ سب آپس میں برابر ہوتے اور تقویٰ کے سبب وہ ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے۔

اب ایک دوسرے کی کمزوریاں بیان کی جاتی ہیں۔ نہیں! آپؐ کی مجلس میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ایک دوسرے سے انکساری سے پیش آتے۔ بڑے کی عزّت کرتے اور چھوٹے پر رحم کرتے اور ضرورت مند کو ترجیح دیتے اور اجنبی کا خیال رکھتے۔ یہ نہیں کہ کوئی اجنبی آیا تو اس کو توجہ نہ دو۔ اس کا بھی خیال رکھتے۔

(شمائل النبی ﷺ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ روایت 321 صفحہ 137 تا140 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”خدا کی رضا میں فانی لوگ نہیں چاہتے کہ ان کو کوئی درجہ اور امامت دی جاوے۔ وہ ان درجات کی نسبت گوشہ نشینی اور تنہا عبادت کے مزے لینے کو زیادہ پسند کرتے ہیں مگر ان کو خدا تعالیٰ کَشاں کَشاں خلق کی بہتری کے لیے ظاہر کرتا اور مبعوث فرماتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو غار میں ہی رہا کرتے تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ ان کا کسی کو پتہ بھی ہو آخر خدا نے ان کو باہر نکالا اور دنیا کی ہدایت کا بار ان کے سپرد کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہزاروں شاعر آتے اور آپ کی تعریف میں شعر کہتے تھے مگر لعنتی ہے وہ دل جو خیال کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تعریفوں سے پھولتے تھے“ یعنی وہ خوش ہوتے تھے۔

”وہ ان کو مُردہ کیڑے کی طرح خیال کرتے تھے۔ مدح وہی ہوتی ہے جو خدا آسمان سے کرے۔ یہ لوگ محبتِ ذاتی میں غرق ہوتے ہیں۔ ان کو دنیا کی مدح وثنا کی پروا نہیں ہوتی۔ تو یہ مقام ایسا ہوتا ہے کہ خدا آسمان اور عرش سے ان کی تعریف اور مدح کرتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 338-339 ایڈیشن 2022ء)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”کوئی شخص عیسائی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت نے اس کی بہت تواضع خاطرداری کی۔ وہ بہت بھوکا تھا۔ حضرت نے اس کو خوب کھلایا کہ اس کا پیٹ بہت بھر گیا۔ رات کو اپنی رضائی عنایت فرمائی۔ جب وہ سو گیا تو اس کو بہت زور سے دست آیا کہ وہ روک نہ سکا اور رضائی میں ہی کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے سوچا کہ میری حالت کو دیکھ کر کراہت کریں گے۔ شرم کے مارے وہ نکل کر چلا گیا۔ جب لوگوں نے دیکھا تو حضرت سے عرض کی کہ جو نصرانی عیسائی تھا وہ رضائی کو خراب کر گیا ہے۔ اس میں دست پھرا ہوا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ مجھے دو تا کہ میں صاف کروں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ ہم جو حاضر ہیں ہم صاف کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا مہمان تھا اس لیے میرا ہی کام ہے اور اٹھ کر پانی منگا کر خود ہی صاف کرنے لگے۔“ نہایت عاجزی سے مہمان کا جو گند تھا اس کو صاف کیا۔ ”وہ عیسائی جب کہ ایک کوس نکل گیا تو اس کو یاد آیا کہ اس کے پاس جو سونے کی صلیب تھی وہ چارپائی پر بھول آیا ہوں۔ اس لیے وہ واپس آیا تو دیکھا کہ حضرت اس کے پاخانہ کو رضائی پر سے خود صاف کر رہے ہیں۔ اس کو ندامت آئی اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ ہوتی تو میں کبھی اس کو نہ دھوتا۔ اس سے معلوم ہوا“ اس نے سوچا کہ اس سے معلوم ہوا ”کہ ایسا شخص کہ جس میں اتنی بے نفسی ہے“ اتنی عاجزی ہے اور ”وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا“ آپؐ کے اس عمل کو دیکھ کے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 205-206 ایڈیشن 2022ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو پہلی وحی ہوئی اس وقت بھی آپؐ کی عاجزی اور انکساری کا ہی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار حرا کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”سب سے پہلی وحی غار حرا میں نازل ہوئی تھی جب جبرائیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور اس نے کہا اِقْرَاْ یعنی پڑھ۔ اس کے جواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِءٍ۔ مَیں پڑھنا نہیں جانتا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ بوجھ مجھ پر نہ ڈالا جائے کیونکہ اس وقت آپ کے سامنے کوئی کتاب تو نہیں رکھی گئی تھی جسے آپ نے پڑھنا تھا بلکہ جو کچھ جبرائیل بتاتا وہ آپ کو زبانی کہنا تھا اور یہ آپ کہہ سکتے تھے مگر آپ نے انکسار کا اظہار کیا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے آپ ہی کو چنا تھا اس لیے بار بار کہا کہ پڑھو۔ آخر تیسری بار کہنے پر آپ نے

پڑھا‘‘ اور پھر فرشتے نے وہ آیت پڑھائی ’’……اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۔‘‘ والی۔

(فضائل القرآن نمبر 2، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 109)

اس طرح اس واقعے کے بارے میں ایک اَور جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے یوں لکھا ہے تفسیر میں تفسیر کبیر میں سورت کوثر کی تفسیر میں غالباً کہ

’’جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے غیر معمولی انکسار کا ثبوت دیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے لوگوں کو اگر کوئی الہام ہوتا ہے یا کوئی خواب آجاتی ہے تو وہ بے تحاشہ دوسرے کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور اسے بتاتے ہیں کہ ہمیں یہ الہام ہوا ہے، یہ خواب آئی ہے۔ مگر آپ کے پاس جبریل آتا ہے اور وہ کہتا ہے اِقۡرَاۡ پڑھ۔ تو آپ فرماتے ہیں مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ۔ مَیں تو پڑھنا نہیں جانتا۔ تین دفعہ آپ نے یہی کہا۔ مگر جب آپ نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات پر اصرار ہو رہا ہے تو پھر آپ نے حکم کی تعمیل کی اور ایسی جرأت سے کی کہ آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ نہیں کہا کہ میرے ربّ مجھے کوئی اَور ساتھی دے بلکہ آپؐ نے اکیلے ہی اس بوجھ کو اٹھا لیا اور مدد کے لیے کوئی ساتھی نہیں مانگا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 138-139 ایڈیشن 2023ء)

حضرت مصلح موعودؓ پھر فرماتے ہیں کہ ’’آپ کے انکسار کی ایک اَور مثال یہ ہے کہ ایک دن ایک انصاری بیمار ہو گئے۔ آپ اس کی تیمارداری کے لئے تشریف لے گئے۔ واپسی پر اس انصاری نے آپ کو سواری کے لئے ایک گھوڑا دیا اور اپنے بیٹے سے کہا کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاؤ۔ شاید آپ کو اور آدمی تلاش کرنے میں دقت ہو۔‘‘ یعنی کوئی اَور ساتھی سفر کرنے کے لیے نہ ملے ’’اور آتی دفعہ گھوڑا واپس لے آنا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کا بیٹا واپس آ گیا۔ باپ نے بیٹے سے دریافت کیا کہ میں نے تو تمہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھیجا تھا تا راستہ میں حفاظت بھی ہو جائے اور گھوڑا ابھی نہ بدکے اور تم واپس آ گئے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا میں مجبور تھا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: تم بھی میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے اتنی بے ادبی نہیں ہو سکتی۔ آپ نے فرمایا: پھر مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو سکتا کہ تم پیدل چلو اور میں گھوڑے پر سوار ہوں۔ یا تو تم بھی میرے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور یا پھر واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ‘‘ کہتے ہیں یعنی اس بیٹے نے کہا ’’میں واپس آ گیا‘‘ اسی کو بہتر سمجھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھوڑے پہ چلے گئے۔

(تفسیر کبیر جلد 15 صفحہ 157 ایڈیشن 2023ء)

ایک روایت ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے۔ آپؐ اٹھے تو آپؐ کے پہلو پر اس کا نشان تھا۔ آپ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ہم آپؐ کے لیے ایک بستر بنائیں۔ آپ کے لیے ہم ایک نرم بستر بنا دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

مجھے دنیا سے کیا تعلق ہے۔ مَیں صرف ایک سوار کی طرح ہوں جو ایک درخت کے نیچے سائے میں ٹھہرا پھر روانہ ہو جاتا ہے اور اسے چھوڑ دیتا ہے۔

(جامع الترمذی کتاب الزھد حدیث نمبر 2377)

صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کی ایک روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ مَیں ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ اپنے بالا خانے میں تشریف فرما تھے اور اس وقت آپؐ ایک بوریے پر تھے۔ آپؐ کے اور اس بوریے کے درمیان کوئی چیز نہ تھی اور آپؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپؐ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتوں کا ڈھیر لگا تھا اور آپؐ کے سر کے قریب کچے چمڑے لٹک رہے تھے اور میں نے آپؐ کے پہلو میں اس بوریا کا نشان بھی دیکھا۔ جو میٹ بچھا ہوا تھا یا صف تھی جو بھی تھی (اس کا نشان تھا) اور یہ دیکھ کر کہتے ہیں مَیں رو پڑا۔ آپؐ نے پوچھا: تمہیں کیا بات رلا رہی ہے؟ مَیں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسریٰ اور قیصر آسائش میں ہوں جس میں کہ وہ ہیں اور آپؐ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

کیا تم اس بات سے خوش نہیں کہ ان کے لیے دنیا ہو اور ہمارے لیے آخرت۔

(صحیح البخاری کتاب تفسیر القرآن باب تبتغی مرضاۃ أزواجك حدیث نمبر 4913 مترجم جلد 12 صفحہ 264، 267 شائع کردہ نظارت اشاعت)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس واقعہ کو بھی بیان کرتے ہوئے اس طرح فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمتّع دنیاوی کا یہ حال تھا کہ ایک بار حضرت عمرؓ آپؐ سے ملنے گئے۔ ایک لڑکا بھیج کر اجازت چاہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ اندر آئے تو آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ مکان سب خالی پڑا ہے اور کوئی زینت کا سامان اس میں نہیں ہے۔ ایک کھونٹی پر تلوار لٹک رہی ہے یا وہ چٹائی ہے جس پر آپؐ لیٹے ہوئے تھے اور جس کے نشان اسی طرح آپؐ کی پشت مبارک پر بنے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ ان کو دیکھ کر رو پڑے۔ آپؐ نے پوچھا اے عمر! تجھ کو کس چیز نے رلایا؟ عمرؓ نے عرض کی کہ کسریٰ اور قیصر تو تنعم کے اسباب رکھیں اور آپؐ جو خدا کے رسول اور دو جہان کے بادشاہ ہیں اس حال میں رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے عمرؓ! مجھے دنیا سے کیا غرض۔ میں تو اس مسافر کی طرح گذارہ کرتا ہوں جو اونٹ پر سوار منزلِ مقصود کو جاتا ہو۔ ریگستان کا راستہ ہو اور گرمی کی سخت شدت کی وجہ سے کوئی درخت دیکھ کر اس کے سایہ میں سستا لے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہوا ہو وہ پھر چل پڑے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 228-229، ایڈیشن 2022ء)

بداخلاق لوگوں سے بھی آپؐ ہمیشہ نرمی اور عاجزی کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ فرماتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اپنا حق طلب کیا اور سخت لہجہ اختیار کیا۔ صحابہ کرامؓ اس پر ناراض ہوئے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوڑ دو کیونکہ حق والے کے پاس اپنی بات کہنے کا حق ہے۔ کیونکہ اس کا حق مَیں نے بہرحال دینا ہے۔ بات کہنے کا حق رکھتا ہے اور اس کے لیے ایک اونٹ خرید کر اسے دے دو۔ جو قرض لینے آیا تھا اس کو ایک اونٹ خرید کے دے دو۔ صحابہؓ نے کہا ہمیں اس کے برابر اونٹ نہیں ملا۔ جو قرض ہے اس سے زیادہ قیمتی اونٹ مل رہے ہیں۔ صرف اس سے بہتر مل رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: وہی اسے خرید کے دے دو کیونکہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو قرض کی ادائیگی میں سب سے بہتر ہے۔

(مشکاۃ المصابیح کتاب البیوع باب الافلاس و الانظار الفصل الاول روایت 2906 جلد 1 صفحہ 537 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اب یہاں جو بعض جھگڑے ہوتے ہیں۔ اصل قرض جو دینا ہوتا ہے وہ بھی نہیں دے رہے ہوتے اور اس سے لڑ جھگڑ رہے ہوتے ہیں کہ اس میں بھی کمی کرو۔ اگر یہ چیزیں ہمیں سمجھ آ جائیں تو بہت سارے جھگڑے ہمارے ختم ہو جائیں۔

اسی طرح آپؐ کی عاجزی کا ایک واقعہ یوں ملتا ہے۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ اپنے والد کو لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تم اس بوڑھے عمر رسیدہ شخص کو گھر ہی رہنے دیتے۔ مَیں خود ان کے پاس آ جاتا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! یہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے نہ یہ کہ آپؐ ان کے پاس تشریف لاتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اسلام لے آئیں آپ سلامتی میں آ جائیں گے۔ چنانچہ ابوقحافہ نے اسلام قبول کر لیا۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد 4 صفحہ 375 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ 1995ء)

اسی طرح گھر میں معمولی زندگی گزارنے کے بارے میں جو روایت ہے۔ حضرت حسنؓ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی دربان کھڑا ہوتا تھا۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صبح شام بڑے بڑے برتنوں میں کھانے پیش کیے جاتے تھے۔ یعنی اعلیٰ قسم کے کھانے کوئی نہیں پیش ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی ملاقات کرنا چاہتا وہ آسانی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل سکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے اپنا کھانا بھی زمین پر رکھتے۔ سادہ اور موٹے کپڑے پہنتے۔ گدھے پر سوار ہوتے لوگوں کو اپنی سواری کے پیچھے بٹھاتے اور کھانے کے بعد اپنی انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ یعنی صاف کر لیتے تھے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد 10 صفحہ 171 حدیث نمبر 20838 مکتبہ الرشد)

انگلیاں چاٹنے کے بارے میں بھی بخاری میں یہ ایک حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کے بعد ہاتھ صاف کرنے سے پہلے یعنی دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لینی چاہئیں۔

(صحیح البخاری کتاب الاطعمۃ باب لعق الاصابع و مصھا……حدیث نمبر 5456)

چنانچہ انگلیاں چاٹنے کے بارے میں بخاری کی شرح میں حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ نے لکھا ہے۔ یہ ان کا ایک نوٹ ہے کہ

’’حضرت سید (ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ) فرماتے ہیں: ’’یہ بات تمام حکماء کے تجربہ میں آئی ہوئی ہے اور تمام طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کے ہاتھ کی انگلیوں میں ایک خاص لُمس کی طاقت ہے۔ مثلاً ہم اگر کسی کپڑے کی ملائمت کو دیکھنا چاہیں تو سوائے ہاتھ کی انگلیوں کے اس کی ملائمت کا اندازہ نہیں کر سکتے حالانکہ تمام جسم میں مَسّ یا لُمس کی طاقت پائی جاتی ہے لیکن ہاتھ کے سوا مثلاً پیر سے اگر ملائمت کا اندازہ لگانا ہو تو ہم پورے کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ ہاں ایک خاص برقی اثر ہے جو صرف ہاتھ بلکہ انگلیوں تک ہی محدود ہے اور ہاتھ کی انگلیوں سے آنکھ کا جو ایک توجہ کا آلہ ہے خاص تعلق ہے۔ اسی لیے توجہ کرنے والے عامل بھی معمول‘‘ یعنی جس پر توجہ کا عمل کر رہے ہوتے ہیں اس ’’کی انگلیوں کی طرف آنکھ زیادہ لڑاتے ہیں اور اس طرح سے معمول کے اوپر انگلیوں کے ذریعہ اپنی آنکھ کی تاثیرات‘‘ مسمریزم جو کر رہے ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں کی طرف زیادہ

توجہ ہوتی ہے۔'' خاطر خواہ طور پر ڈال سکتے ہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی طرح جو دوایہ ہاتھ سے بنائی جاویں وہ زیادہ فائدہ دیتی ہیں۔'' اب تو آج کل اس زمانے میں ہر چیز مشینوں سے ہی تیار ہوتی ہے لیکن اس زمانے میں ڈاکٹر بھی، طبیب بھی یہی کہا کرتے تھے۔ ڈاکٹر اسماعیل صاحبؓ تو بڑے پڑھے لکھے سرجن بھی تھے، ڈاکٹر بھی تھے۔ بہرحال انہوں نے کہا ہے۔ فائدہ دیتی ہے ''بہ نسبت ان دوائیوں کے جو مشین کے ذریعہ سے تیار کی جاویں...... پس اسی اصول کے ماتحت کھانا کھانے کے وقت جب انسان انگلیوں سے لقمہ اٹھاوے گا تو اس کی آنکھ ہر دفعہ لقمہ لیتے وقت انگلیوں کے سروں پر پڑے گی اور انگلیاں ہی ہوں گی۔ پس جب انسان کھانے کے بعد پانی سے دھونے یا کپڑے سے پونچھنے کے بغیر انگلیوں کو چاٹ لے گا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اثر انسان کے معدہ میں بہ وساطت اس چکنائی کے جو انگلیوں سے چپکی ہوئی تھی پہنچے گا اور معدہ کے فعل یعنی ہضم میں تقویت دے گا اور اس طرح کھانا جلدی ہضم ہوگا۔'' یہ اس وقت ڈاکٹروں کا، حکیموں کا نظریہ تھا۔ آج تو پتہ نہیں ڈاکٹر اس کے خلاف ہوں گے لیکن بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھانے کے بعد جو ہاتھ پر لگا ہوتا ہے اس کو چاٹ لینے میں فائدہ ہی ہے۔

بخاری کی روایت میں ہے کہ '' فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا۔ اپنا ہاتھ نہ پونچھے جب تک کہ ان کو چاٹ نہ لے یا فرمایا ان کو چٹا نہ دے۔ شارحین نے کسی سے چٹوانے کے متعلق لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے خادم سے یا اپنے بیٹے سے یا اس شخص سے جس کو انگلیوں کے چاٹنے سے گھن نہ آئے چٹوائے۔'' اب جس نے کھانا کھانا ہے اس کو ضرورت کیا ہے خود بھی تو چاٹ سکتا ہے۔ تو شرح لکھنے والے بعض دفعہ کہیں کے کہیں پہنچ جاتے ہیں بہرحال ''مگر یہ بات نامناسب اور شرف انسانی کے برعکس نظر آتی ہے'' کہ کسی اَور کو کہا جائے کہ تم میری انگلیاں چاٹو۔'' اس کا ایک مطلب یہ ہے'' بہرحال ہوسکتا ہے'' کہ انسان کھانا کھانے کے بعد اپنی انگلیاں خود بھی چاٹ کر صاف کرے اور اپنے زیر کفالت اور زیر تربیت افراد کو بھی یہ بات بتائے کہ وہ اپنی اپنی انگلیاں چاٹ کر صاف کرلیں تا کہ ان طبی فوائد و دیگر مقاصد کو حاصل کرنے والے بنیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں پنہاں ہیں۔''

(صحیح البخاری مترجم جلد 13 صفحہ 398 تا 400 کتاب الاطعمة، باب لعق الاصابع و مصها......، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ)

مسجد میں صفائی جھاڑ پونچھ کے کام کو بھی آپؐ نے کبھی عار نہیں سمجھا۔

چنانچہ حضرت یعقوب بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آنے والی گرد و غبار کو ایک چھڑی سے صاف کیا کرتے تھے۔

اس سے یہی مراد ہوسکتی ہے کہ چھڑی کے آگے کوئی کپڑا وغیرہ لگا کر اس سے جھاڑ پونچھ کرتے تھے۔

(المصنف لابن ابی شیبہ جلد 2 صفحہ 321 حدیث نمبر 4044 الفاروق الحدیثیة للطباعة والنشر 2008ء)

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا جبرائیلؑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک فرشتہ اترتا ہوا نظر آیا۔ جبرائیلؑ نے کہا یہ وہ فرشتہ ہے جو اپنی پیدائش کے دن سے لے کر اس گھڑی سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا۔ جب وہ فرشتہ نازل ہوا تو اس نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے ربّ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا وہ آپ کو بادشاہ نبی بنائے یا بندہ رسول۔ جبرائیل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے ربّ کے لیے تواضع اختیار کیجئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ بندہ رسول بنا کر مبعوث کرے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 13 مسند ابی ہریرہؓ حدیث نمبر 7160 عالم الکتب 1998ء)

یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت تھی۔ جبرائیل نہ بھی کہتے تو آپؐ نے یہی کہنا تھا اور اسی بات کی آپؐ نے ہمیشہ تلقین کی ہے اور اپنے ماننے والوں کو بھی بتایا ہے کہ مَیں تو ایک بشر رسول ہوں۔ بہرحال اس روایت کا جو مطلب ہے وہ یہی ہے کہ اگر وہ موقع پیش آیا تو عاجزی سے آپؐ نے یہی کہا کہ میں بادشاہ رسول نہیں بننا چاہتا۔ میں تو اللہ کا بندہ عاجز انسان اور اس کا رسول بننا چاہتا ہوں اور یہی ہمارے کلمہ میں ذکر ہے۔

ایک حقیقی مسلمان کو کس طرح عاجز ہونا چاہیے۔ ایک روایت میں ہے۔ حضرت عِیَاضْ بن حِمَارؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے اور نہ ہی کوئی کسی پر فخر کرے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب باب فی التواضع حدیث نمبر 4895)

آپؐ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''عاجزی اختیار کرنی چاہئے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لیے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ...... '' کہ میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ ''تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں۔ اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 38 ایڈیشن 2022ء)

ہمیں نصیحت کرتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عجز کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: '' اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مرسلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہل دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل وخوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا کے ماموروں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔

آپ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

یہ ہے نمونہ اعلیٰ اخلاق اور فروتنی کا اور یہ بات بھی سچ ہے کہ زیادہ تر عزیزوں میں خدام ہوتے ہیں جو ہر وقت گرد و پیش حاضر رہتے ہیں۔ اس لیے اگر کسی کے انکسار و فروتنی اور تحمل و برداشت کا نمونہ دیکھنا ہو تو ان سے معلوم ہوسکتا ہے۔ بعض مرد یا عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خدمت گار سے ذرا کوئی کام بگڑا۔ مثلاً چائے میں نقص ہوا تو جھٹ گالیاں دینی شروع کردیں یا تازیانہ لے کر مارنا شروع کردیا۔ اور ذرا شوربے میں نمک زیادہ ہوگیا بس بیچارے خدمت گاروں پر آفت آئی۔

دوسرے غرباء کے ساتھ معاملہ تب پڑتا ہے کہ وہ فاقہ مست ہوتے ہیں اور خشک روٹی پر گذارا کر لیتے ہیں مگر یہ باوجود علم ہونے کے بھی ان کی پروا نہیں کرتے۔ وہ ان کو امتحان میں ڈالتے ہیں جب بصورت سائل آتے ہیں۔'' جب غریب سوال کرنے کے لیے امیر کے پاس آتا ہے تو وہ ابتلا میں ڈال رہا ہوتا ہے۔ اصل نیکی تو اس وقت ہے کہ ان کی حاجات پوری کرو۔ ''خدا تعالیٰ تو ذرّہ ذرّہ کا خالق ہے۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ یہ غریبوں کے ساتھ ہی معاملہ کر کے سمجھا جاتا ہے کہ کس قدر نا خدا ترسی یا خدا ترسی سے حصہ لیتا ہے یا لے گا۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 312-313، ایڈیشن 2022ء)

خدا ترسی کتنی ہے؟ یہ غریبوں کے معاملے سے پتہ لگتا ہے۔ امیروں سے اچھے سلوک کرنے سے پتہ نہیں لگتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کی سنت پر چلتے ہوئے عاجزی کی راہوں کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم ملک داؤد محمود صاحب ابن محمد اسحاق صاحب وہاڑی حال کراچی کا ہے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوگئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ان کے دادا محمد دین صاحب گاؤں بڑھتاں والا ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ 1914ء میں انہوں نے حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ملک داؤد صاحب کو مقامی سطح پر صدر جماعت اور سیکرٹری مال اور انصار اللہ میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔

پسماندگان میں تین بیٹیاں اور چار بیٹے ہیں۔ ایک بیٹے ان کے محمد اکمل صاحب مربی سلسلہ ہیں جو گیمبیا میں ہیں اور وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازے میں شامل نہیں ہوسکے۔ یہی بیٹے اکمل صاحب جو مربی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ والد صاحب بہت خوش مزاج، ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے۔ تبلیغ کا بڑا شوق تھا اور ہمیشہ جب بھی اپنی زمینوں پر سندھ میں جاتے تو وہاں جا کے بھی تبلیغ کے بہانے ڈھونڈتے۔ لوگوں کو تبلیغ کرتے۔ جب تک پاکستان میں سختی کا قانون پاس نہیں ہوگیا اس وقت تک اپنے ساتھ پمفلٹ بھی رکھتے تھے اور ہمیشہ تبلیغ بھی کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے لوگوں کو اپنے زیر اثر بھی کیا۔ بڑے مہمان نواز تھے اور جو بھی مہمان آتا، مرکزی مہمان بھی ہوتے یا کوئی بھی مہمان ہوتا اس کی مہمان نوازی کرتے۔ جب تک نماز سینٹر نہیں بن گیا اپنے گھر میں نماز سینٹر بنایا ہوا تھا اور وہاں باجماعت نمازوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ فجر کی نماز کے بعد کہتے ہیں بڑی اونچی آواز میں تلاوت قرآن کریم بھی کیا کرتے تھے۔ اور ان کے ایک سینٹر میں ہی دوسری جماعتوں سے بھی لوگ جمعہ پڑھنے آیا کرتے تھے۔ اور پھر جب اپنے کھیتوں میں زمینوں پہ جاتے تھے تو کہا کرتے تھے میں اپنے کھیتوں میں جا کر اس کے ہر کونے پر نفل ادا کرتا ہوں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میری فصل میں برکت ڈال دیتا ہے اور دوسروں سے دوگنی فصل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آپ نے وہاں اپنے گاؤں میں جو گھر بنایا تھا وہ اپنے بچوں کو کہا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ میں سارا مستقل جماعت کو دے دوں اور جماعت کا سینٹر بن جائے۔ اور پھر انہوں نے دے بھی دیا۔ بہرحال مہمان نوازی کا بڑا نمایاں وصف تھا اور لوگوں کی خدمت کرنا اور جماعت سے کامل اطاعت اور خطبات سننا یہ ان کا خاص وصف تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲/جون ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

* * *

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

باب اول (قسط نمبر 11)

عرب و عجم قبل از اسلام
آنحضور ﷺ کے آباء و اجداد

دادا عبدالمطلب:

آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا جو سلوک تھا وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ مشرک نہ تھے۔ زم زم کی تلاش ایک کشف کے نتیجہ میں ہوئی نیز ابرہہ الاشرم کی تباہی کا واقعہ جو سورت الفیل میں مذکورہ ہے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عبدالمطلب ہرگز مشرک نہ تھے بلکہ توحید پر قائم تھے۔

والد ماجد عبداللہ:

آنحضور ﷺ کے والد ماجد عبداللہ کے متعلق بھی کتب تاریخ میں بڑی تفصیلات ملتی ہیں۔ حضورؑ نے آپ کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ

’’آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے‘‘

(ملفوظات [2003 ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 23)

کتب تاریخ و سیرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کا ایک نہایت شفقت کا سلوک تھا۔ مثلاً عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ انکو دس بیٹے عطا فرمائے گا تو ایک بیٹا اللہ کی خاطر ذبح کریں گے۔ چنانچہ جب دس بیٹے ہو گئے تو قرعہ ڈالا گیا جو عبداللہ کے نام کا نکلا جو سب سے چھوٹے اور پیارے تھے اور عبداللہ بھی اس قربانی کے لئے تیار ہو گئے۔ لیکن دوسرے رشتہ داروں اور ننہال کی طرف سے شدید اصرار پر اونٹوں کے مقابل قرعہ ڈالا گیا۔ اس طرح پہلے دس پھر بیس پھر پچاس اور ساٹھ اونٹوں کا قرعہ ڈالا گیا، ہر دفعہ قرعہ عبداللہ کے نام کا نکلا۔ آخر جب 100 اونٹوں کے برابر قرعہ ڈالا گیا تو اونٹوں کے نام کا نکلا۔ اس طرح عبداللہ کے بدلہ سو اونٹ ذبح کئے گئے۔ انسان کی قربانی کا رواج دنیا کے باقی حصوں کی طرح عرب میں بھی تھا۔ شاید اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد میں تھا۔ لیکن اس قربانی میں فرق یہ تھا کہ بتوں یا دیوی دیوتاؤں کی بجائے یہ نذر محض خدا تعالیٰ کی خاطر مانی گئی تھی۔ عبداللہ کا اس طرح سنت اسماعیلؑ پر عمل کرتے ہوئے قربانی کے لئے تیار ہو جانا اور پھر تقدیر الٰہی سے بچائے جانا اس بات کی علامت تھا کہ ان سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص سلوک تھا۔ ایسا سلوک اور ایسی توجہ خداوندی تقاضا کرتی ہے کہ وہ شرک کی ناپاکی سے بچائے جاتے۔ پھر عبداللہ کی پاکدامنی کے واقعات بھی کتب سیرت و تاریخ میں مذکور ہیں۔ جیسے بیان کیا جاتا ہے کہ عبداللہ پر ایک عورت فریفتہ تھی، وہ انکے چہرے پر نور الٰہی دیکھتی تھی۔ اس نے عبداللہ کو اپنی طرف بلایا لیکن عبداللہ نے سنت یوسفی پر عمل کرتے ہوئے قبول نہ کیا۔ اس عورت نے یہ پیشکش بھی کی کہ وہ اتنے اونٹ پیش کرتی ہے جتنے انکی نذر پر قربان ہوئے تھے۔ گویا وہ ایک امیر اور صاحب اختیار عورت تھی لیکن عبداللہ نے اس کی اس دعوت کو ٹھکرا دیا۔ یہ عمل اس بات کی علامت تھا کہ عبداللہ فطرتاً نیک اور پاکدامن تھے اور ایسی نیکی اور پاکدامنی مشرکوں کو کہاں نصیب ہوتی ہے۔

والد ماجد عبداللہ کی وفات:

والد ماجد عبداللہ کی وفات کے بارہ میں مشہور روایات یہی ہیں کہ انکی وفات حضرت رسول کریم ﷺ کی ولادت سے چند ماہ پہلے ہوئی تھی گویا آپ ﷺ یتیم پیدا ہوئے۔ لیکن دوسری طرف یہ روایات بھی ملتی ہیں کہ والد ماجد عبداللہ کی وفات آپ ﷺ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہوئی۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے:

’’تاریخ کو دیکھو۔ کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا۔ اور ماں چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔ تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا۔ بغیر کسی سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا‘‘

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 465)

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ دونوں قسم کی روایات موجود ہیں۔ ذیل میں چند مثالیں ان روایات کی دی جاتی ہیں۔ ابن سعد کی روایت ہے

توفّی عبداللہ بن عبدالمطلب بعد ما اتیٰ علی رسول اللہ ثمانیۃ وعشرون شھرا۔ یعنی عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر اٹھائیس ماہ تھی۔ محمد ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ توفّی عبداللہ اَبُو رَسُول اللہ بعد ما اتیٰ علی رسُولِ اللہ ثمانیتہ وعشرُون شھرًا۔ یعنی عبداللہ ابو رسول اللہ کی وفات اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر اٹھائیس ماہ تھی۔ اسی طرح ابن کثیر نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ کی وفات اسوقت ہوئی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر دو ماہ تھی۔

اگرچہ عام مورخین نے پیدائش سے پہلے والی روایات کو زیادہ بیان کیا ہے لیکن معیار کے لحاظ سے دونوں قسم کی روایات برابر ہیں۔ اور جتنی بھی مستند کتب تاریخ ہیں ان میں یہ دونوں قسم کی روایات برابر مذکور ہیں۔

سیّدہ آمنہ:

عبداللہ اور آمنہ کی شادی کے بارے میں بھی تفصیل سے روایات ملتی ہیں کہ دونوں کے بزرگوں کی رضامندی اور اس زمانہ کے معروف طریق کے مطابق نکاح ہوا۔ سیّدہ آمنہ سیّدالکونین ﷺ کی ماں نہایت نیک پارسا خاتون تھیں۔ کشف و الہام پانے والی خاتون تھیں۔ روایات میں درج ہے کہ حضرت آمنہ نے آنحضور ﷺ کی ولادت سے قبل خواب دیکھا کہ ان کے بطن سے نور نکلا ہے جس نے اکناف عالم کو منور کر دیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سیّدہ آمنہ کے ملہمہ ہونے کی تصدیق ان الفاظ میں فرمائی ہے:

’’یہی مثیل موسیٰ تھا جسکا نام محمدؐ ہے۔ اس نام کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ خدا جانتا تھا کہ بہت سے نافہم مذمت کرنے والے پیدا ہوں گے اس لئے اس نے اس کا نام محمدؐ رکھ دیا۔ جبکہ آنحضرت شکم آمنہ عفیفہ میں تھے تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان نبی ہوگا اس کا نام محمدؐ رکھنا‘‘

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 522)

سیرت النبی لابن ھشام میں روایت درج ہے کہ حِینَ حملت (اٰمنہ) برسول اللہ۔ فقیل لھا انک قد حملت بسَیّدِ ھذہ الْاُمَّۃِ فاذا وقع الی الارض فقُولِی اُعیذُ بِاللہِ الوَاحِدِمِن شرِّ کُلّ حاسدٍ ثمّ سمّیہ محمد۔ اس روایت میں (فقولی اُعیذ باللہِ الواحدِ) سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آمنہؓ کو خدا تعالیٰ نے توحید کی تعلیم بھی سکھائی تھی۔ اور وہ اسی پر قائم تھیں۔ الغرض نبیوں کے سردار سیّدالکونین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جو بے انتہا فضیلتیں حاصل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا سلسلہ آباء چاہے وہ جدّی ہو یا امہاتی ہر دور میں نیک، توحید پرست اور خدا کے مقربین سے پُر رہا ہے۔ اور آپ کے مقدس تخم میں شرک وسفاح کا شائبہ تک نہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 36 تا 38، مطبوعہ کینیڈا 2018)

⁂

جماعت احمدیہ ریشی نگر، ضلع شوپیان کشمیر میں ہفتۂ قرآن کریم کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ ریشی نگر، ضلع شوپیان کشمیر میں مورخہ 20 تا 26 مئی 2026ء ’’ہفتۂ قرآن کریم‘‘ نہایت روح پرور اور بابرکت انداز میں منایا گیا۔ اس سلسلہ کی افتتاحی تقریب 20 مئی بروز بدھ مکرم خورشید احمد میر صاحب امیر جماعت احمدیہ ریشی نگر کی زیرِ صدارت قدیمی جامع مسجد جماعت احمدیہ ریشی نگر میں منعقد ہوئی۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ بعد ازاں ’’قرآن کریم کی اہمیت و برکات‘‘ کے موضوع پر تقریر کی گئی۔ ہفتۂ قرآن کریم کے دوران جماعت کی مختلف مساجد اور حلقہ جات میں قرآن کریم کے متنوع موضوعات پر تقاریر اور دروس کا اہتمام کیا گیا، جن میں ’’قرآن کریم کے آداب و برکات‘‘، ’’قرآن کریم: ایک مکمل ضابطۂ حیات‘‘، ’’تلاوتِ قرآن کریم اور اس کی برکات‘‘ اور ’’قرآن کریم کی برکات‘‘ جیسے اہم موضوعات شامل تھے۔

26 مئی/2026 کو اختتامی پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں جماعت کو قرآن کریم سے مضبوط تعلق قائم رکھنے، اس کی تلاوت، تدبر اور اس پر عمل پیرا ہونے کی اہمیت کے حوالہ سے نصائح پیش کی گئیں۔

ہفتۂ قرآن کریم کے دوران ایک خصوصی پروگرام کے تحت نمازِ فجر کے بعد جماعت کی مختلف مساجد میں اجتماعی تلاوتِ قرآن کریم کا بھی اہتمام کیا گیا جس سے احبابِ جماعت نے بھرپور استفادہ کیا۔ افتتاحی تقریب سمیت مختلف پروگراموں میں مجموعی طور پر تقریباً 350 افراد نے شرکت کی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام پروگرام نہایت کامیاب رہے اور حاضرین میں قرآن کریم سے محبت، اس کی تعلیمات پر غور و فکر اور عملی زندگی میں ان کو اپنانے کا جذبہ پیدا ہوا۔

اللہ تعالیٰ سب شاملین کو قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے اور اس کے انوار و برکات سے ہمیشہ فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ

(سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی ﷺ

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

آتھم کی پیشگوئی اور پیر صاحب چاچڑاں شریف:

اُمت مسلمہ میں مجددین کی جو فہرست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دکھانے کے بعد شائع ہوئی ہے۔ ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے دعوی کیا ہو۔ میں نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے تو اورنگزیب بھی اپنے زمانے کا مجدد نظر آتا ہے۔ مگر کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا عمر بن عبد العزیز کو مجدد کہا جاتا ہے۔ کیا ان کا کوئی دعویٰ ہے۔ پس غیر مامور کے لئے دعویٰ ضروری نہیں۔ دعوئی صرف مامورین کے متعلق پیشگوئیوں میں ضروری ہے۔ غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آجائے تو پھر اس کے دعوی کی کیا ضرورت ہے؟ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے۔ تو ہم کہیں گے کہ وہی اس پیشگوئی کا مصداق ہے۔ اگر عمر بن عبد العزیز مجدد ہونے سے انکار بھی کرتے۔ تو ہم کہہ سکتے تھے کہ وہ اپنے زمانے کے مجدد ہیں کیونکہ مجدد کے لئے کسی دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ دعویٰ صرف ان مجددین کے لئے ضروری ہے جو مامور ہوں۔ ہاں جو غیر مامور اپنے زمانہ میں گرتے ہوئے اسلام کو کھڑا کرے دشمن کے حملوں کو توڑ دے۔ اسے چاہے پتہ بھی نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے۔ ہاں مامور مجدد وہی ہو سکتا ہے۔ جو دعویٰ کرے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا۔ پس میری طرف سے مصلح موعود ہونے کے دعوی کی کوئی ضرورت نہیں اور مخالفوں کی ایسی باتوں سے گھبراہٹ کی بھی ضرورت نہیں۔ اس میں کوئی ہتک کی بات نہیں۔ اصل عزت وہی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ چاہے دنیا کی نظروں میں انسان ذلیل سمجھا جائے۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کے رستہ پر چلے تو اس کی درگاہ میں وہ ضرور معزز ہوگا اور اگر کوئی شخص جھوٹ سے کام لے کر اپنے غلط دعوی کو بھی ثابت کر دے اور اپنی چستی یا چالاکی سے لوگوں میں غلبہ بھی حاصل کر لے۔ تو خدا تعالیٰ کی درگاہ میں وہ عزت حاصل نہیں کر سکتا اور جسے خدا تعالیٰ کے دربار میں عزت حاصل نہیں وہ خواہ ظاہری لحاظ سے کتنا معزز کیوں نہ سمجھا جائے۔ اس نے کچھ کھویا ہی ہے حاصل نہیں کیا اور آخر ایک دن وہ ذلیل ہو کر رہے گا۔ پس دینی و دنیوی کاموں میں ہمیشہ سچ کو اختیار کرو۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں جب آتھم کی پیشگوئی پر مخالفوں نے شور مچایا کہ وہ پوری نہیں ہوئی تو ایک دن نواب صاحب بہاولپور کے دربار میں بھی جو اغلباً موجودہ نواب صاحب کے دادا تھے اس موضوع پر باتیں ہونے لگیں اور تمسخر اڑایا جانے لگا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ نواب صاحب کے پیر حضرت غلام فرید صاحب چاچڑاں والے بھی تشریف فرما تھے۔ وہ خاموش بیٹھے رہے مگر کچھ عرصہ بعد نواب صاحب بھی اس گفتگو میں دخل دینے لگے تو وہ جوش میں آگئے اور فرمانے لگے کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی کہ ایک عیسائی کی تائید اور مسلمان کے خلاف باتیں کرتے ہو۔ تم لوگ کہتے ہو کہ آتھم زندہ ہے یہ بالکل غلط ہے۔ وہ مر چکا ہے اور مجھے تو وہ مردہ ہی نظر آتا ہے۔ پس جب کوئی شخص سچ کے لئے کھڑا ہو تو ہر شریف انسان اس کی عزت کرے گا۔ اگر کمینے اس کی عزت کو نہ پہچانے تو یہ کوئی حرج کی بات نہیں۔ پس کبھی کسی دشمن کے اعتراض سے ڈر کر حق نہ چھپاؤ۔

(الفضل 23 مارچ 1940ء جلد 28 نمبر 67 صفحہ 7)

ٹونے ٹوٹکے کرنا جائز نہیں:

میں جہاں جماعت کو قربانیوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہاں ذمہ دار کارکنوں اور صدر انجمن کو بھی توجہ دلاتا ہوں کیونکہ ان پر بھی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ بھی اسیطرح ان طالب علموں کے خون میں شریک ہے جس طرح جامعہ کے پروفیسر اور اساتذہ اسمیں شریک ہیں۔ صدر انجمن محض ریزولیوشنز پاس کر دینے کا نام نہیں، نہ صدر انجمن اس امر کا نام ہے کہ کسی صیغہ کے لئے افسر مقرر کر کے اسے نگرانی کے بغیر چھوڑ دیا جائے۔ صدر انجمن کا فرض ہے کہ وہ طالب علموں کے ذہنوں، ان کی اُمنگوں اور ان کے ارادوں میں وسعت پیدا کر دے، ان کے اندر ایک بیداری اور زندگی کی روح پیدا کرے، ان کے خیالات میں وسعت پیدا کرے اور اگر مدرس مفید مطلب کام کرنے والے نہ ہوں تو صدر انجمن کا فرض ہے کہ انہیں نکال کر باہر کرے۔ ہم نے طالب علموں کا خالی اخلاص کیا کرنا ہے اس کے ساتھ کچھ عقل اور سمجھ بھی تو چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہمیشہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں تفقہ کا مادہ دوسرے صحابہ سے کم تھا۔ مولویوں نے اس پر شور مچایا مگر جو صحیح بات ہو وہ صحیح ہی ہوتی ہے۔ آج کل جس قدر عیسائیوں کو مفید مطلب احادیث ملتی ہیں، وہ سب حضرت ابو ہریرہ سے ہی مروی ہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سیاق و سباق کو نہ دیکھتے اور گفتگو کے بعض ٹکڑے بغیر پوری طرح سمجھے آگے بیان کر دیتے مگر باقی صحابہ سیاق وسباق کو سمجھ کر روایت کرتے۔ اسی طرح اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق روایتیں چھپنی شروع ہوئی ہیں جن میں سے کئی ایسے لوگوں کی طرف سے بیان کی جاتی ہیں جنہیں تفقہ حاصل نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ایسی روایتیں چھپ جاتی ہیں۔ جن پر لوگ ہمارے سامنے اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ روایت چُھپ گئی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب آتھم کی میعاد میں سے صرف ایک دن باقی رہ گیا تو بعض لوگوں سے کہا کہ وہ اتنے چنوں پر اتنی بار فلاں سورۃ کا وظیفہ پڑھ کر آپ کے پاس لائیں۔ جب وہ وظیفہ پڑھ کر چنے آپ کے پاس لائے تو آپ انہیں قادیان سے باہر لے گئے اور ایک غیر آباد کنوئیں میں پھینک کر جلدی سے منہ پھیر کر واپس لوٹ آئے۔ میرے سامنے جب اس کے متعلق اعتراض پیش ہوا تو میں نے روایت درج کرنے والوں سے پوچھا کہ یہ روایت آپ نے کیوں درج کر دی۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صریح عمل کے خلاف ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی نعُوذُ بِاللہِ ٹونے وغیرہ کیا کرتے تھے۔ اس پر جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ کسی شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سامنے جب اس خواب کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا اسے ظاہری شکل میں ہی پورا کر دو اب خواب کو پورا کرنے کے لئے ایک کام کرنا بالکل اور بات ہے اور ارادةً ایسا فعل کرنا اور بات۔ اور ظاہر میں خواب کو بعض دفعہ اس لئے پورا کر دیا جاتا ہے کہ تا اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کا مضر پہلو اپنے حقیقی معنوں میں ظاہر نہ ہو۔ چنانچہ معبرین نے لکھا ہے کہ اگر منذر خواب کو ظاہری طور پر پورا کر دیا جائے تو وہ وقوع میں نہیں آتی اور خدا تعالیٰ اس کے ظاہر میں پورے ہو جانے کو ہی کافی سمجھ لیتا ہے۔ اس کی مثال بھی ہمیں احادیث سے نظر آتی ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ نے دیکھا کہ سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں کسری کے سونے کے کنگن ہیں۔ اس رویا میں اگر ایک طرف اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ ایران فتح ہوگا تو دوسری طرف یہ بھی اشارہ تھا کہ ایران کی فتح کے بعد ایرانیوں کی طرف سے بعض مصائب ومشکلات کا آنا بھی مقدر ہے کیونکہ خواب میں اگر سونا دیکھا جائے تو اس کے معنی غم اور مصیبت کے ہوتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے رویا کے اس مفہوم کو سمجھا اور سراقہ کو بلا کر کہا کہ پہن کڑے، ورنہ میں تجھے کوڑے ماروں گا۔ چنانچہ اسے سونے کے کڑے پہنائے گئے اور اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول کریم کی اس رؤیا کے غم اور فکر کے پہلو کو دور کرنا چاہا۔ مگر ظاہری صورت میں خواب کو پورا کر دینے کے باوجود پھر بھی خواب کا کچھ حصہ حقیقی معنوں میں پورا ہو گیا۔

(خطبات محمود جلد 16 صفحہ 40 تا 42)

(تذکار مہدی صفحہ 184 تا 187، ایڈیشن 2020، یوکے)

⁂

ارشاد نبوی ﷺ

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا : سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

یہ اخبار دنیاوی آلائشوں سے بالاتر دینی اور دنیوی علوم کا خزانہ ہے۔ قومی امنگوں اور ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ بدر میں آیات قرآنی، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودہ ملفوظات اور تحریرات کے علاوہ ڈھیروں مقدس حوالہ جات بھی شامل ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعے بچوں کی تعلیم و تربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے الفضل کے پرچوں کی حفاظت اور ان کو ترتیب سے ریکارڈ میں رکھنا ہماری اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم و تربیت پر مشتمل یہ مواد احباب جماعت سے احترام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس کو ردّی میں دوسرے اخبارات کے ساتھ فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو اور کسی الزام کا پیش خیمہ نہ بنے۔ امید ہے احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

(ادارہ)

مجلس عرفان

- خوابوں کی حقیقت سمجھنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ کے ابتدائی پچاس، ساٹھ صفحات مطالعہ کرنے کی راہنمائی
- 2005ء میں جب آپ قادیان تشریف لے گئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر مبارک پر دعا کی تھی تو اس وقت آپکے کیا جذبات تھے۔

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ میری لینڈ کے ایک وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

بقیہ ملاقات از شمارہ نمبر 4 جون 2026ء

حضورِانور نے ایک لطیفہ بھی بیان فرمایا کہ ہمارے ہاں ایک بزرگ ہوا کرتے تھے، وہ بڑی اثر و رسوخ والی سرگودھا کی نون فیملی تھی، جو politics (سیاست) میں بھی آئی اور بڑے landlord (جاگیردار) تھے۔ ان کے ایک بزرگ خلیفہ ثانی رضی اللہ کے زمانے میں احمدی ہو گئے، ان کی اولاد نہیں تھی، بڑھاپے میں جا کے ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی دعا سے کہتے تھے کہ بیٹا پیدا ہوا، اس لیے اس کو ربوہ میں وہ لے آئے، شروع شروع کی بات ہے، ربوہ میں ابھی سڑکیں بھی نہیں بنی تھیں، کہیں کہیں گھر تھے اور وہاں سکول میں اس کو داخل کروادیا۔ امیر لوگ تھے، ان کو مائیکروبس لے کے دی ہوئی تھی کہ وہ گھر سے کار پر آیا کرتا تھا، جبکہ ربوہ میں باقیوں کے پاس ٹوٹا ہوا سائیکل بھی نہیں ہوتا تھا، سارے غریب لوگ تھے، سارے شہر میں ایک یا دو، تین کاریں تھیں۔ تو بہرحال ان کی یہ خواہش تھی کہ لڑکا کچھ پڑھ جائے اور کسی قابل بن جائے، بڑھاپے میں پیدا ہوا ہے اور نیک ہو۔ میرے خاندان کے لوگوں کی طرح پولیٹکس یا برائیوں میں نہ چلا جائے۔ تو اس کو وہ ہمیشہ کہتے کہ نماز پڑھو اور جب تک ان کی زندگی رہی، مسجد مبارک بھی لے کر آیا کرتے تھے، جلد ہی فوت ہو گئے تھے اور ان کی بیوی بھی فوت ہو گئی تھیں۔ یہ بزرگ اور ان کا بیٹا، گھر بڑا تھا، لیکن اس کے باوجود دونوں ایک کمرے میں ہی سوتے تھے۔ ایک دن ان کا بیٹا نمازیں پڑھ پڑھ کے تنگ آیا ہوا تھا کہ ابّا جی روز کہتے ہیں کہ نمازیں پڑھو، نمازیں پڑھو، کیا مشکل ہے؟

[قارئین کی معلومات کے لیے تحریر کیا جاتا ہے کہ ربوہ سے قریبا پینتالیس کلومیٹر کے فاصلے پر موجود سرگودھا پاکستان کے صوبہ پنجاب کا ایک مشہور زرعی اور تاریخی شہر ہے، جو اپنے اعلیٰ معیار کے کینو کی پیداوار کے لیے عالمی شہرت رکھتا ہے۔ یہ وسطی پنجاب میں واقع ہے اور اہم تعلیمی، دفاعی اور تجارتی مرکز ہے۔ یہاں یونیورسٹی آف سرگودھا سمیت کئی تعلیمی ادارے موجود ہیں، جبکہ پاکستان ایئرفورس کی اہم ’مصحف ایئربیس‘ بھی اسی شہر میں واقع ہے۔ سرگودھا کے لوگ اپنی مہمان نوازی کے لیے مشہور ہیں اور یہ شہر اپنی زرخیز زمین اور قدرتی حسن کی وجہ سے منفرد مقام رکھتا ہے۔]

حضورِانور نے اس دوران حاضرینِ مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بھی بعض دفعہ کہتے ہو کہ کیا مشکل ہے کہ نمازیں پڑھو، قائد صاحب کہہ دیتے ہیں کہ نمازیں پڑھو، صدر صاحب، ابّا امّاں کہہ دیتے ہیں کہ نمازیں پڑھو۔

پھر اصل واقعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضورِانور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ خیر وہ بھی اسی طرح تھا، تو ایک دن وہ صبح اُٹھ کے کہنے لگا کہ ابّا جی مجھے رات خواب آئی ہے، حضرت مصلح موعودؓ خواب میں آئے، انہوں نے کہا ہے کہ بیٹے تم نمازیں نہ پڑھا کرو۔ تو اس کے ابّا بڑے ہوشیار تھے، انہوں نے کہا کہ دیکھو! ہم یہاں کمرے میں رہتے ہیں، میرا بیڈ دروازے کے قریب ہے اور تمہارا بیڈ دروازے کے پرلی طرف دیوار کے ساتھ دوسری طرف ہے۔ تو مصلح موعودؓ جو دروازے سے گزر کے میری چارپائی کو جمپ (پھلانگ) کر کے تمہارے پاس یہ کہنے کے لیے گئے کہ نمازیں نہ پڑھا کرو تو مجھے کیوں نہ کہہ دیا۔ مجھے بھی کہہ سکتے تھے کہ نمازیں نہ پڑھا کرو، میری بھی چھٹی ہو جاتی۔ تم جھوٹی خوابیں نہ بناؤ۔ تو اس طرح بھی لوگ بعض خوابیں بنا لیتے ہیں۔ یہ لطیفہ سننے کے دوران تمام شاملینِ مجلس کھل کر مسکراتے رہے اور خوب لطف اندوز ہوئے۔

حضورِانور نے متنبّہ فرمایا کہ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹی خوابیں نہیں گھڑنی چاہئیں اور خاص طور پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منسوب کر کے کوئی جھوٹی خواب بناتا ہے تو وہ اپنے اوپر لعنت لیتا ہے۔

حضورِانور نے بایں ہمہ خوابوں کی حقیقت جاننے کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی معرکہ آرا تصنیف حقیقۃ الوحی کے ابتدائی صفحات پڑھنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی کتاب کے پہلے پچاس، ساٹھ صفحے پڑھو۔ میرا خیال ہے کہ اگر وہ انگلش میں translation ہو گئی ہے تو اس میں خواب کیا ہوتی ہے اور خوابوں کی حقیقت کیا ہوتی ہے، وہ ساری باتیں پتا لگ جاتی ہیں۔ تم بڑے ہو، اب تم کالج، یونیورسٹی میں جانے والے ہو، وہ پڑھو، تمہارا اِتنا نالج (knowledge) ہونا چاہیے۔

مزید برآں حضورِانور نے اپنی اوّل الذکر نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ پہلے شروع کے پچاس، ساٹھ صفحات پڑھ لو تو ٹھیک ہو جائے گا اور تمہیں پتا لگ جائے گا کہ خوابوں کا concept کیا ہے، کیا سچی خواب ہے اور کیا جھوٹی خواب ہے۔

ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ ۲۰۰۵ء میں جب آپ قادیان تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر مبارک پر دعا کی تو اس وقت آپ کے کیا جذبات تھے؟

حضورِانور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بیان فرمایا کہ جو جذبات ہر احمدی کے ہوتے ہیں، جذبات یہی تھے کہ ہم آئے ہیں تو دعا کریں۔ جب مَیں پہلی دفعہ ۱۹۹۱ء میں گیا ہوں، جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر پر جا کے جذبات تھے، وہی جذبات ۲۰۰۵ء میں بھی تھے اور یہی دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجات بلند کرے، وہاں آپؑ کی بنائی ہوئی جماعت کو ترقی بھی دے اور ہم صحیح طرح کام کرنے والے ہوں۔ تو جذبات کا اظہار تو انسان دعاؤں میں کرتا ہے، ہر ایک کی اپنی feeling ہوتی ہے، بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں، جو بیان نہیں کی جا سکتیں، لیکن جذبات میں ہوتی ہیں اور اب تو ویسے بھی اس کو بیس سال گزرنے والے ہیں۔

ملاقات کے اختتام پر تمام حاضرینِ مجلس کو از راہِ شفقت حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے اور بطورِ تبرک قلم حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ آخر پر حضور انور نے الوداعی دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ چلو، پھر اللہ حافظ!

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 30 جنوری 2026ء)

⁂

131 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

اسوۂ حسنۂ رسولِ کریم ﷺ: عبادت، اخلاق، صبر، وفا اور حقوقِ بندگانِ خدا کا کامل نمونہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 19 دسمبر 2025ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کا مرکزی موضوع کیا تھا؟

جواب: اس خطبہ کا مرکزی موضوع آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ، عبادات، اخلاقِ فاضلہ، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بیان تھا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی آیت لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ کی روشنی میں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انسانی کمالات کا کامل نمونہ ہیں اور ہر مومن کی کامیابی آپؐ کی سنت اور سیرت کی پیروی میں مضمر ہے۔

سوال: حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے متعلق کیا فرمایا؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر تم رسول اللہ ﷺ کے اخلاق جاننا چاہتے ہو تو قرآن کریم پڑھو، کیونکہ آپؐ کا اخلاق قرآن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ یعنی ’’یقیناً آپ اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں۔‘‘

سوال: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اسوۂ حسنہ کیوں قرار دیا؟

جواب: کیونکہ آپؐ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کی ادائیگی میں کامل ترین نمونہ پیش فرمایا۔ آپؐ کی زندگی قرآن کریم کی عملی تفسیر تھی اور ہر اخلاقی خوبی اپنی کامل ترین صورت میں آپؐ میں جلوہ گر تھی۔

سوال: آنحضرت ﷺ کی عبادت کا معیار کیا تھا؟

جواب: آپؐ نصف رات گزرنے کے بعد عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے تھے، طویل قیام کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنا مقرب قرار دیا تھا، آپؐ فرمایا کرتے تھے: ’’اَفَلَا اَکُوۡنُ عَبۡدًا شَکُوۡرًا‘‘ یعنی ’’کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟‘‘

سوال: رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کی تلاوت سنتے ہوئے کیوں رو پڑتے تھے؟

جواب: جب ایسی آیات تلاوت ہوتیں جو امت کی جواب دہی اور آپؐ کی گواہی کا ذکر کرتی تھیں تو آپؐ پر خشیت الٰہی طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی تلاوت کے دوران سورۃ النساء کی آیت: فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ سن کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

سوال: نماز باجماعت کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا کیا نمونہ تھا؟

جواب: شدید بیماری کے باوجود آپؐ نماز باجماعت کی اہمیت قائم رکھنے کے لیے دو آدمیوں کا سہارا لے کر مسجد تشریف لائے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے لیکن آپؐ نے نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ فرمائی۔

سوال: تکلف والی عبادت کے متعلق آنحضرت ﷺ نے کیا تعلیم دی؟

جواب: آپؐ نے فرمایا کہ عبادت اتنی کرنی چاہیے جس میں دل کی خوشی اور تازگی قائم رہے۔ جب حضرت زینبؓ نے تھک جانے پر سہارا لینے کے لیے رسی باندھی تو آپؐ نے فرمایا: ’’اس رسی کو کھول دو، جب تک نشاط رہے عبادت کرو، پھر آرام کرلو۔‘‘

سوال: شرک کے متعلق آنحضرت ﷺ کا موقف کیا تھا؟

جواب: آپؐ کو شرک سے شدید نفرت تھی۔ وفات کے آخری ایام میں بھی آپؐ فرماتے رہے: ’’اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔‘‘ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے۔

سوال: اعمال اور جنت کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ’’کوئی شخص اپنے اعمال کے زور پر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔‘‘ صحابہؓ نے عرض کیا: کیا آپؐ بھی نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ’’میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت مجھے ڈھانپ لے۔‘‘

سوال: موت کی تمنا کے متعلق کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ’’تم میں سے کوئی موت کی خواہش نہ کرے۔ اگر نیک ہے تو نیکیوں میں اضافہ کرے گا اور اگر گناہگار ہے تو توبہ کا موقع پائے گا۔‘‘

سوال: آنحضرت ﷺ نے انسانی صلاحیتوں کے صحیح استعمال کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: ’’اخلاقِ فاضلہ طبعی قویٰ کے صحیح استعمال کا نام ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں کو ختم کرنا حماقت، غلط استعمال کرنا بدکاری اور درست استعمال کرنا نیکی ہے۔

سوال: آسانی اختیار کرنے کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا اسوہ تھا؟

جواب: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب دو جائز راستوں میں انتخاب ہوتا تو آپؐ ہمیشہ آسان راستہ اختیار فرماتے، بشرطیکہ اس میں گناہ کا شائبہ نہ ہو۔

سوال: حضرت خدیجہؓ کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی وفاداری کا کیا نمونہ تھا؟

جواب: حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد بھی آپؐ ان کا ذکر محبت سے کرتے، ان کی سہیلیوں کا احترام فرماتے اور ان کی یادگاروں کو دیکھ کر اشکبار ہو جاتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر حضرت زینبؓ کا بھیجا ہوا ہار دیکھ کر آپؐ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

سوال: بچپن میں مشکلات کے باوجود آنحضرت ﷺ نے کیا نمونہ پیش فرمایا؟

جواب: چچی کی بے توجہی کے باوجود آپؐ نے کبھی شکایت نہیں کی۔ بعد میں جب موقع ملا تو اپنے چچازاد بھائیوں حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کی بہترین تربیت فرمائی اور ان سے حسن سلوک کیا۔

سوال: صبر کا کون سا واقعہ حضورِ انور نے بیان فرمایا؟

جواب: ایک عورت اپنے بیٹے کی قبر پر رو رہی تھی۔ آپؐ نے صبر کی تلقین فرمائی تو اس نے کہا کہ اگر آپؐ کا بچہ فوت ہوتا تو معلوم ہوتا۔ آپؐ نے نہ ناراضگی ظاہر کی اور نہ سختی کی بلکہ فرمایا: ’’میرے سات بچے فوت ہو چکے ہیں۔‘‘

سوال: تحمل اور بردباری کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا نمونہ تھا؟

جواب: ایک یہودی بار بار ’’اے محمدؐ‘‘ کہہ کر مخاطب کرتا رہا۔ صحابہؓ ناراض ہوئے مگر آپؐ نے فرمایا: ’’یہ درست کہتا ہے، میرے والدین نے میرا نام محمد رکھا تھا۔‘‘ یوں آپؐ نے اعلیٰ درجے کا تحمل اور برداشت کا نمونہ پیش فرمایا۔

سوال: لوگوں کی ضروریات سننے کے متعلق آنحضرت ﷺ کا کیا اسوہ تھا؟

جواب: اگر کوئی راستے میں روک کر اپنی ضرورت بیان کرتا تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک وہ اپنی بات مکمل نہ کر لیتا۔ آپؐ کبھی کسی سائل یا ضرورت مند کو جھڑکتے نہیں تھے۔

⁂

مکرم شیخ عمران احمد صاحب (معلم سلسلہ) مرحوم کی یاد میں

وہ پیکر تھا شرافت کا، سراپا پارسا نکلا   مروت میں محبت میں ہمیشہ باوفا نکلا
خدا کی رہ میں اس کا جذبۂ خدمت نرالا تھا   خلوص دل سے تبلیغِ ہدایت میں جدا نکلا
حسیں اخلاق تھے اسکے تھی نرمی اسکی باتوں میں   وہ سب کا چاہنے والا تھا سب کا آشنا نکلا
بڑی ہمت سے وہ حق کا علم تھامے رہا ہر دم   بہت مخلص وہ خادم تھا صداقت پر فدا نکلا
اگر چہ اہل خانہ پر جدائی اس کی بھاری ہے   مگر اس آزمائش میں جو صابر تھا، بڑا نکلا
یہی ایماں کی طاقت ہے، یہی مومن کی زینت ہے   جو ہر اک حال میں شکرِ خدا میں مبتلا نکلا
خدایا اپنی رحمت سے تو اس کی مغفرت کرنا   وہ دنیا سے خدا کی راہ میں ہو کر فنا نکلا

(بشیر الدین قادرؔ مربی سلسلہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے
بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے   ✧   اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے   ✧   جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے   ✧   تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت   ✧   بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

اللہ تعالیٰ کے حقیقی مومنین کے ساتھ وعدے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/اگست 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک حقیقی مومن کون ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق حقیقی مومن وہ ہے جس کے اعمال اس کے ایمان پر گواہی دیتے ہوں، جس کے دل پر ایمان نقش ہو چکا ہو، جو خدا تعالیٰ اور اس کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھتا ہو، تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں پر چلتا ہو، خدا کی محبت میں محو ہو اور ہر اس چیز کو ترک کر دے جو اسے خدا تعالیٰ سے دور لے جاتی ہو۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 209)

سوال: تقویٰ کی باریک راہوں سے حضرت مسیح موعودؑ کی کیا مراد ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ تقویٰ کی باریک راہیں انسان کی روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں۔ ان سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے تمام ظاہری اور باطنی قویٰ مثلاً آنکھ، کان، ہاتھ، پیر، دل اور دیگر اخلاقی قوتوں کو صحیح مواقع پر استعمال کرے، ناجائز استعمال سے بچائے، اللہ تعالیٰ کی امانتوں کی حفاظت کرے اور حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے ایمان کی نشوونما کو کس مثال سے سمجھایا ہے؟

جواب: آپؑ نے ایمان کو ایک بیج سے تشبیہ دی ہے۔ پہلے خشوع اور خوفِ الٰہی کا بیج دل میں پیدا ہوتا ہے، پھر لغویات سے اجتناب کے نتیجہ میں ایمان کا نرم سبزہ نکلتا ہے۔ مالی قربانیوں سے اس میں شاخیں پیدا ہوتی ہیں، شہواتِ نفسانیہ کے خلاف جہاد سے یہ مضبوط ہوتی ہیں اور عہدوں اور امانتوں کی حفاظت سے ایمان کا درخت مضبوط تنے پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

سوال: ایمانی عہدوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایمانی عہدوں سے مراد وہ وعدے ہیں جو انسان ایمان لاتے وقت اور بیعت کرتے وقت خدا تعالیٰ سے کرتا ہے۔ ان میں توحیدِ الٰہی کا قیام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل پیروی، حضرت مسیح موعودؑ کو حکم وعدل ماننا، حقوق العباد کی ادائیگی، خلافتِ احمدیہ کی اطاعت اور دینی فرائض کی بجا آوری شامل ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ مومنین کے متعلق قرآن کریم میں کیا وعدہ فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ (البقرۃ: 258) یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے اور انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے۔

سوال: حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کی دوستی کے بارے میں کیا وضاحت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف دوست ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اپنے مومن بندوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے، ان کی روحانی اور دنیاوی ضروریات پوری کرتا ہے، ان کی دعائیں سنتا ہے اور ان کی زندگی میں برکتیں عطا فرماتا ہے۔

سوال: قرآن کریم کی آیت وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا کی حضرت مسیح موعودؑ نے کیا تشریح فرمائی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ انسان کو اپنی تمام تر طاقت اور استطاعت کے مطابق کوشش کرنی چاہیے۔ اگر پانی بیس ہاتھ کھودنے پر نکلتا ہے تو صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ جو شخص دعا، مجاہدہ اور تزکیۂ نفس میں پوری کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کامیابی کے راستے کھول دیتا ہے۔

سوال: خلافتِ احمدیہ کو حضور انور نے کس حیثیت سے بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کے عظیم وعدوں میں سے ایک وعدہ ہے جو مومنین کے سکون، اتحاد، راہنمائی اور تمکنت کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ گزشتہ سو سال سے جماعت احمدیہ اس وعدے کو پورا ہوتے دیکھ رہی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ مومنین اور کافروں کے متعلق کیا فرق بیان فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ (محمد: 12) یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار اور دوست ہے جبکہ کافروں کا کوئی حقیقی مددگار نہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد کے متعلق کیا وعدہ فرمایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَکَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الروم: 48) یعنی مومنوں کی مدد کرنا ہم نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے سچے مومن بندوں کی نصرت فرماتا ہے۔

سوال: جنگ بدر کے واقعہ سے مومنین کے لیے کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اور ساز وسامان نہایت کم تھا جبکہ کفار تعداد اور طاقت میں بہت زیادہ تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد فرمائی اور انہیں عظیم فتح عطا کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیابی ظاہری وسائل پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت پر موقوف ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کو ملنے والا الہام ''وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ'' کیا پیغام دیتا ہے؟

جواب: اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو یقین دلایا کہ آپؑ کی تمام کوششیں دراصل خدائی تائید کے ساتھ ہیں اور آپؑ کی جماعت کی کامیابی اور غلبہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں شامل ہے۔ یہ آپؑ کی صداقت اور جماعت احمدیہ کی کامیابی کی ایک عظیم بشارت ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک متقی کون ہے؟

جواب: آپؑ فرماتے ہیں کہ متقی وہ نہیں جس میں صرف ایک یا دو اچھی صفات ہوں بلکہ متقی وہ شخص ہے جو تمام اخلاقِ فاضلہ کا جامع ہو اور مجموعی طور پر نیکیوں کا پیکر بن جائے۔

سوال: مومنین کی کامیابی کے لیے کون سی شرط ضروری ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اطاعت، حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیمات پر عمل، خلافتِ احمدیہ سے وفاداری، تقویٰ، دعا، حقوق العباد کی ادائیگی اور نیکیوں میں ترقی مومنین کی کامیابی کی بنیادی شرائط ہیں۔

❀❀❀

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں
جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں
(خطبہ جمعہ مورخہ 05/مئی 2017ء)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor,
South Thaikkat Street
Melapalayam, Tirunelveli-627005
Tamil Nadu, India
+91 9659389953
toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road
Balaji Nagar Extension
Puzhuthivakkam, Chennai-600091
Tamil Nadu, India
+91 9042150339
alnidagems@gmail.com

HGEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot
Siphraya, Bangrak
Bangkok - 10500
Thailand
+66 638751327
gemscertify22@gmail.com

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف وکرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12604: میں سلیہر موہل زوجہ مکرم عبدالماجد موہل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 6 جنوری 1991 پیدائشی احمدی ساکن: اتر بانسرہ ساؤتھ 24 پرگنہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 2 گرام، ناک کا پھول 0.3 گرام (تمام زیورات 20 کیریٹ) حق مہر-/30,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم　　الامۃ : سلیہر موہل　　گواہ : مرزا انعام الکبیر

مسل نمبر 12605: میں سکھا خاتون زوجہ مکرم شیخ اجمل احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 15 اپریل 1995ء تاریخ بیعت 2003ء ساکن: اتر بانسرہ ساؤتھ 24 پرگنہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 17 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 2.5 گرام گلے کا ہار 5 گرام، ہاتھ کے کنگن 5 گرام، ناک کی نتھنی 0.3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ حق مہر-/30,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم　　الامۃ : سکھا خاتون　　گواہ : مرزا محمد انعام الکبیر

مسل نمبر 12606: میں صباح پروین زوجہ مکرم محمد سہیل عالم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 8 اکتوبر 1989ء تاریخ بیعت 2011ء ساکن: بانکرہ ہاوڑہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 22 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کا کی بالی 5 گرام 22 کیریٹ حق مہر-/36,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار-/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد صغیر عالم　　الامۃ : صباح پروین　　گواہ : شیخ صلاح الدین

M.F. STEELS & ALUMINIUM
Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.
Sk. Muneer Ahmed
☎ 7008220172 9437147910
ahmedmuneersk@gmail.com
طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
INSTAGRAM
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND
KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 10/دسمبر 2025ء بروز بدھ بارہ بجے بعد دوپہر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و جنازہ غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

مکرم خواجہ منیر احمد ٹھاکر صاحب
ابن خواجہ محمد منظور ٹھاکر صاحب مرحوم
(واٹفورڈ۔ یوکے)

۸/دسمبر ۲۰۲۵ء کو ۵۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم حاجی امیر خان صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت کوٹلی) کے پوتے تھے۔ مرحوم نے صدر جماعت کوٹلی، نائب امیر ضلع کوٹلی، قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کوٹلی اور ناظم مجلس انصار اللہ ضلع کوٹلی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو مخالفت کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر بڑی ہمت اور حوصلہ سے اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ آپ علاقے کے احمدی اور غیر احمدی حلقہ احباب میں اپنی دانائی، خوش اخلاقی اور مہمان نوازی کی وجہ سے بہت ہر دلعزیز تھے۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم جاوید منصور راتھر صاحب
ابن مکرم منصور احمد راتھر صاحب
(ہاری پاری گام ضلع پلوامہ صوبہ جموں کشمیر۔ انڈیا)

مرحوم پولیس کرائم برانچ میں کیمرا مین تھے اور ۱۴/نومبر ۲۰۲۵ء کی شب ۳۳ سال کی عمر میں نوگام پولیس تھانہ سری نگر میں ڈیوٹی کے دوران ایک دھماکہ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا خاندان خلافت ثانیہ کے ابتدائی دور میں احمدیت میں شامل ہوا۔ مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند، بڑے ہمدرد، ملنسار، خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے، ہر دلعزیز، ہونہار، مخلص اور بڑے قابل احمدی خادم تھے۔ جماعتی کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ وفات سے قبل ایڈیشنل سیکرٹری اشاعت وایم ٹی اے مقامی کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں وادی کشمیر کی تمام جماعتوں سے بڑی تعداد میں احمدی احباب کے علاوہ سرکاری اعلیٰ افسران نے بھی شمولیت کی۔ آپ کو باقاعدہ سرکاری طور پر شہید کا درجہ دیا گیا۔ گورنر جموں و کشمیر اور دیگر اعلیٰ افسران ان کی میت کو سلامی دے کر سرکاری اعزاز کے ساتھ ان کے گاؤں ہاری پاری گام لائے جہاں تدفین عمل میں آئی۔ وزیر اعلیٰ جموں و کشمیر، فوجی بریگیڈیئر اور دوسری اہم سرکاری شخصیات نے اظہار افسوس کے ساتھ یہ یقین دہانی کروائی کہ شہید کے نام پر ان کے آبائی گاؤں ہاری پاری گام میں ایک ہسپتال کھولا جائے گا اور قبرستان کو سرکاری طور پر Develop کیا جائے گا۔

(2) مکرم کے محمد کلائی صاحب
(آف جماعت مریاکنی ضلع پالگھاٹ صوبہ کیرلہ انڈیا)

۱۸/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۸۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم ۱۹۷۴ء میں خود بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تھے۔ بیعت کرنے کے بعد مرحوم کو اپنے رشتہ داروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ مرحوم کا خلافت اور جماعت کے ساتھ نہایت مخلصانہ اور مضبوط تعلق تھا۔ جماعت کے عہدیداران اور مربیان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتے تھے۔ مرحوم بڑے خوش خلق منکسر المزاج اور غریب پرور انسان تھے۔ تہجد گزار اور تلاوت قرآن مجید باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ جماعتی جلسوں اور اجلاسات میں شامل ہوتے اور باقاعدگی کے ساتھ چندہ جات کی ادائیگی کرتے تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم نجم الدین صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ نوید اسلام صاحبہ
اہلیہ مکرم مختار احمد گھمن صاحب
(چک نمبر ۳۶۸ ٹی ڈی اے ضلع لیہ)

یکم ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۶۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سے تھیں۔ آپ نے مقامی صدر لجنہ اور نائب صدر لجنہ ضلع لیہ کے علاوہ لجنہ اماء اللہ پاکستان میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پیشہ کے اعتبار سے گورنمنٹ سکول کی ہیڈ مسٹریس تھیں اور ضلع کی تمام ٹیچرز کو آپ کے احمدی ہونے کا علم تھا۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، مالی قربانی کرنے والی، بڑی خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ خلافت سے گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ واقفین زندگی کا بہت احترام کرتی تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے چاروں بچے وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔

(3) مکرم نسیم احمد ناصر صاحب

ابن مکرم اللہ بخش صاحب (ٹپنی۔ یوکے)

۱۷/ نومبر ۲۰۲۵ء کو ۷۶ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو ربوہ قیام کے دوران دفتر وصیت میں کام کرنے کے علاوہ حلقہ میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ دبئی میں رہے اور وہاں تقریباً دس سال تک نماز جمعہ اور نمازیں پڑھانے کی ڈیوٹی دیتے رہے۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے گہرا پیار اور عقیدت کا تعلق تھا۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے دونوں بیٹے اس وقت MTA میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ کو لمبے عرصہ تک دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کی ڈاک ٹیم میں خدمت کی توفیق ملی۔

(5) مکرم مشتاق احمد صاحب

(میاں چنوں ضلع خانیوال)

۱۹/ نومبر ۲۰۲۵ء کو ۸۰ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، صاحب رؤیا، پرہیز گار، نیک اور بزرگ انسان تھے۔ دن میں دو سے تین مرتبہ قرآنِ مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ کچھ سال پہلے ایک آنکھ کی بینائی میں کمی آئی لیکن قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتے رہے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ مرحوم ۱۹۸۴ء میں اسیر راہ مولا بھی رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

⁂

ضروری اعلان بابت گمشدہ رسید بکس مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

احباب جماعت ہندوستان کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی درج ذیل Serial Numbers کی (213) عدد پُرانی رسید بکس نہ ملنے کے باعث حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے کالعدم کی جارہی ہیں۔ لہٰذا مذکورہ رسید بکس پر خدام یا اطفال چندہ ادا نہ کریں اور اگر ان Serial Numbers کی رسید بکس کے تحت پہلے کسی کو چندہ ادا کر چکے ہیں تو اس رسید کی نقل کے ساتھ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کو مطلع کرنے کی درخواست ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

تفصیل گمشدہ رسید بکس:

2081
2088
2089
2095
2096
2097
2104
2105
2121
2125
2127
2132
2137
2141
2148
2150
2152
2154
2155
2157
2159
2160
2161
2169
2170
2172
2180
2201
2202
2206
2211
2213
2221
2222
2223
2228
2231
2232
2233
2234
2236
2237
2238
2239
2240
2243
2246
2247
2248
2249
2250
2257
2273
2274
2275
2276
2289
2290
2292
2295
2297
2298
2300
2306
2325
2327
2330
2331
2334
2335
2336
2337
2364
2378
2383
2394
2426
2427
2428
2429
2430
2446
2447
2449
2450
2453
2454
2458
2460
2464
2465
2466
2471
2472
2473
2474
2476
2477
2481
2482
2484
2485
2486
2490
2532
2536
2537
2538
2539
2540
2543
2544
2545
2547
2550
2551
2552
2553
2554
2555
2556
2557
2558
2559
2570
2571
2572
2573
2577
2584
2585
2586
2587
2588
2589
2590
2599
2600
2621
2623
2628
2634
2635
2636
2637
2638
2639
2640
2641
2653
2658
2671
2688
2689
2690
2691
2692
2693
2695
2696
2697
2698
2699
2700
2705
2706
2707
2708
2709
2710
2711
2713
2728
2733
2734
2735
2736
2737
2738
2739
2740
2743
2744
2745
2748
2753
2754
2758
2759
2760
2761
2786
2792
2793
2794
2796
2797
2815
2817
2861
2867
2868
2903
2905
2907
2928
2933
2940
2947
2949
2950
2952
2989

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

قادیان دارالامان میں جلسہ ہائے یوم خلافت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 27 مئی 2026ء کو یومِ خلافت کے موقع پر لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام قادیان کی مختلف مساجد میں روح پرور جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام مسجد اقصیٰ، مسجد انوار، مسجد مسرور، مسجد محمود، مسجد طاہر، مسجد بشیر، مسجد مہدی، مسجد رحمٰن اور مسجد نور میں منعقد ہوئے۔ ان جلسوں میں بالترتیب مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظرِ اعلیٰ وامیر مقامی قادیان، مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ مرکزیہ، مکرم مولانا مظفر احمد ناصر صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ، مکرم مولانا حافظ شریف الحسن صاحب ناظم ارشاد وقف جدید، مکرم مولانا عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی، مکرم مولانا جاوید احمد لون صاحب ناظر دیوان قادیان، مکرم مولانا محمد سعادت اللہ صاحب نائب امیر سوم قادیان، مکرم مولانا زین الدین حامد صاحب ناظم دارالقضاء قادیان اور مکرم اظہر احمد خادم صاحب پرنسپل دارالصناعت قادیان نے صدارت کی۔

تمام پروگراموں کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ بعد ازاں ''یومِ خلافت کا پس منظر، خلافت کی اہمیت و برکات'' اور ''حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورِ خلافت میں جماعتی ترقیات کی چند جھلکیاں'' کے موضوعات پر تقاریر کی گئیں۔ اس سلسلہ میں مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب قاضی سلسلہ دارالقضاء، مکرم مولوی محمد عارف ربانی صاحب مربی نشر و اشاعت، مکرم مولوی سید طفیل احمد شہباز صاحب مربی نشر و اشاعت، مکرم مولوی سی کے شہزاد احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ، مکرم مولوی باسط رسول ڈار صاحب مرکزی قاضی دارالقضاء، مکرم مولوی حافظ اسلم احمد صاحب نائب افسر دارالضیافت، مکرم مولوی چوہدری ناصر محمود صاحب انچارج شعبہ حفاظتِ مرکز، مکرم مولوی بشیر احمد حبیب صاحب مربی دارالقضاء اور مکرم مولوی مرتضیٰ حمید بٹ صاحب مربی ایڈیشنل نظارتِ علیاء جنوبی ہند نے خلافتِ احمدیہ کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی۔

اسی طرح مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب مدرس جامعہ احمدیہ، مکرم مولوی جمال شریعت احمد صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نورالاسلام، مکرم مولوی محمد اسماعیل طاہر صاحب صدر محلہ مسرور، مکرم مولوی طاہر احمد بیگ صاحب نائب ناظم دارالقضاء، مکرم مولوی حافظ سید رسول نیاز صاحب مربی نشر واشاعت، مکرم مولوی عاشق حسین گنائی صاحب نائب ناظر دیوان، مکرم مولوی شوکت علی صاحب مربی نظامت ارشاد وقف جدید، مکرم مولوی نجیب اللہ نائیک صاحب مربی نظارتِ علیاء اور مکرم مولوی سید فہیم احمد صاحب مربی دعوت الی اللہ جنوبی نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت دورِ خلافت میں جماعتی ترقیات کے مختلف پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا۔

مقررین نے اپنے خطابات میں خلافتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان انعام قرار دیتے ہوئے اس کی برکات، افادیت اور جماعتی وحدت واستحکام کے قیام میں اس کے مرکزی کردار پر روشنی ڈالی۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی میں جماعت احمدیہ کو حاصل ہونے والی نمایاں عالمی ترقیات، اشاعتِ اسلام کی مساعی اور خدمتِ انسانیت کے میدان میں ہونے والی پیش رفت کا بھی ذکر کیا گیا۔ حاضرین کو خلافت سے دائمی وابستگی، اطاعت اور دعا کے تعلق کو مضبوط بنانے کی تلقین کی گئی۔

ان جلسوں میں مختلف محلہ جات کے مرد وخواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مسجد اقصیٰ میں تقریباً 375، مسجد انوار میں 230، مسجد مسرور میں 150، مسجد محمود میں 62، مسجد طاہر میں 175، مسجد بشیر میں 45، مسجد مہدی میں 150، مسجد رحمٰن میں 35 اور مسجد نور میں 40 افراد شامل ہوئے۔ اس طرح مجموعی طور پر 1260 سے زائد احبابِ جماعت نے ان پروگراموں سے استفادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام پروگرام کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئے۔ اختتام پر خلافتِ احمدیہ کی سربلندی، جماعت احمدیہ کی ترقی، دنیا میں امن وسلامتی کے قیام اور عالمِ اسلام کی بھلائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت ودرازیٔ عمر کے لیے خصوصی دعائیں کی گئیں۔

(رپورٹ: صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد مکرم شکیل احمد صاحب 21/ فروری 2026ء کو بعمر 85 سال بجوپورہ ضلع سہارنپور (یوپی) میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بجوپورہ میں ہمارا ایک ہی احمدی گھر ہے۔ ہمارے چچازاد بھائیوں نے گھر کے کھیت میں ہی قبر تیار کی۔ وفات کی اطلاع ملتے ہی قادیان، چنڈی گڑھ، یمنا نگر اور قریبی جماعت انبیٹہ سے احباب جماعت تشریف لے آئے۔ مکرم مولوی طارق بھٹی صاحب مربی سلسلہ سہارنپور نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو جنہوں نے جنازہ میں شمولیت اختیار کی اور افسوس کی اس گھڑی میں ہمارے ساتھ شامل ہوئے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

والد صاحب مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور خلافت کے مطیع وفرمانبردار تھے۔ قادیان سے بہت محبت تھی۔ اکثر جلسہ سالانہ اور اجتماعات میں شامل ہوتے تھے۔ آخر دم تک احمدیت کے حق میں ایک چٹان کی طرح کھڑے رہے اور کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کی۔

والد مرحوم کی تین بیٹیاں ہیں۔ تینوں شادی شدہ ہیں۔ اور تین بیٹے ہیں۔ خاکسار مربی سلسلہ بجوپورہ، مکرم سلیم احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید اور مکرم عقیل احمد صاحب سابق معلم سلسلہ تھے جواب ریٹائر ہیں۔

اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور اُن کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

(عزیز احمد اسلم مبلغ سلسلہ بجوپورہ ضلع سہارنپور۔ یوپی)

طلباء کارنر

امتحانات کے بعد کا وقت: کامیابی اور ناکامی دونوں کو کیسے سنبھالیں؟

امتحانات کے نتائج کا انتظار یا ان کے اعلان کے بعد کا وقت طلبہ کے لیے ذہنی اور جذباتی طور پر نہایت اہم ہوتا ہے۔ بعض طلبہ اپنی توقعات کے مطابق کامیابی حاصل کر لیتے ہیں جبکہ بعض کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے مواقع پر صحیح سوچ اور متوازن رویہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔

کامیابی پر رویہ

اگر آپ کو اچھے نمبر ملے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ کامیابی کو اپنی مستقل برتری کا ثبوت نہ سمجھیں بلکہ اسے مزید محنت کی ترغیب بنائیں۔ یاد رکھیں کہ عاجزی اور شکرگزاری کامیاب انسان کی پہچان ہیں۔

ناکامی پر رویہ

کم نمبر یا ناکامی زندگی کا اختتام نہیں۔ دنیا کے بے شمار کامیاب افراد نے اپنی زندگی میں کئی مرتبہ ناکامیوں کا سامنا کیا مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ ایک امتحان میں ناکامی صرف یہ بتاتی ہے کہ آپ کو اپنی حکمتِ عملی اور محنت کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ اگر نتائج توقعات کے مطابق نہ آئیں تو دل شکستہ ہونے کے بجائے اس تجربے کو سیکھنے کا موقع سمجھنا چاہیے۔ زندگی کی تاریخ ایسے افراد سے بھری پڑی ہے جنہوں نے بار بار ناکامیوں کے باوجود عظیم کامیابیاں حاصل کیں۔

Thomas Edison سے جب ہزاروں ناکام تجربات کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

"I have not failed. I've just found 10,000 ways that won't work."

"میں ناکام نہیں ہوا بلکہ میں نے دس ہزار ایسے طریقے دریافت کیے جو کام نہیں کرتے تھے۔"

اسی طرح Nelson Mandela کا مشہور قول ہے:

"I never lose. I either win or learn."

"میں کبھی ہارتا نہیں؛ یا تو جیتتا ہوں یا سیکھتا ہوں۔"

خود کو دوسروں سے نہ تولیں

آج کل سوشل میڈیا اور دوستوں کے نتائج دیکھ کر بعض طلبہ خود کو کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ ہر انسان کی صلاحیتیں، حالات اور مواقع مختلف ہوتے ہیں۔ اپنی ترقی کا موازنہ صرف اپنے ماضی سے کریں، دوسروں سے نہیں۔

ذہنی صحت کا خیال رکھیں

نتائج کے دنوں میں پریشانی، بے چینی اور دباؤ محسوس ہونا فطری بات ہے۔ اپنے والدین، اساتذہ یا قابلِ اعتماد دوستوں سے بات کریں۔ تنہائی اختیار کرنے کے بجائے مثبت سرگرمیوں میں حصہ لیں۔

آئندہ کے لیے منصوبہ بندی

نتائج خواہ جیسے بھی ہوں، چند دن آرام کے بعد اپنی آئندہ تعلیم، مہارتوں اور اہداف کے بارے میں سوچیں۔ نئی کتابیں پڑھیں، کوئی ہنر سیکھیں اور اپنی کمزوریوں کو طاقت میں بدلنے کی کوشش کریں۔

اسلامی نقطۂ نظر

اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ انسان کوشش کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ کامیابی پر شکر اور ناکامی پر صبر مؤمن کی شان ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَأَنۡ لَّيۡسَ لِلۡإِنۡسَانِ إِلَّا مَا سَعٰى

’’اور یہ کہ انسان کے لیے وہی ہے جس کی اس نے کوشش کی۔‘‘ (النجم:40)

اختتامیہ

امتحان زندگی کا ایک مرحلہ ہے، پوری زندگی نہیں۔ آپ کے نمبر آپ کی مکمل شخصیت یا مستقبل کا فیصلہ نہیں کرتے۔ مستقل محنت، مثبت سوچ اور اللہ تعالیٰ پر توکل ہی حقیقی کامیابی کی بنیاد ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا علیٰ کلّ شئ قدیر خدا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 191)

(ادارہ)

اعلان نکاح از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 04/اپریل 2026ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 04 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ رَغَد منصور اللحام صاحبہ بنت مکرم جہاد منصور اللحام صاحب (ترکی) ہمراہ مکرم نجیب الرشید صاحب (مربی سلسلہ سویڈن) ابن مکرم ہارون الرشید ڈوگر صاحب (سویڈن)

(2) مکرمہ راضیہ سہیل چوہدری صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم سہیل احمد چوہدری صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم سرفراز محمود مصطفیٰ صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم (یوکے)

(3) مکرمہ سجیلہ عرشیہ احمد چوہدری صاحبہ (واقفہ نو) بنت مکرم عبدالجبار چوہدری صاحب مرحوم (سویڈن) ہمراہ مکرم چوہدری دانیال احمد صاحب ابن مکرم فضل منان احمد صاحب (ڈنمارک)

(4) مکرمہ نعمانہ خان صاحبہ بنت مکرم عبدالشکور خان صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم عُتبہ نعمان صاحب ابن مکرم محمد ایوب قمر صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

⁂

اخبار بدر خود بھی پڑھیں
اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ۔

(ادارہ)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 11 june - 2026 Issue. 24

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی عاجزی اور انکساری کے واقعات نیز اپنی جماعت کو عجز و انکسار اختیار کرنے کی نصیحت

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 05/ جون 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گذشتہ خطبے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عجز و انکسار کے واقعات یا نصائح بیان کیے تھے۔ آج بھی اسی حوالے سے کچھ واقعات بیان کروں گا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ کا یہ حال تھا کہ قادیان کے جو لوگ ہر وقت آپؑ کے خلاف دشمنی کرنے میں مشغول رہتے تھے اور کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ چھوڑتے۔ مگر جب بھی انہوں نے آپؑ کے آستانے پر دستک دی، آپؑ ننگے پاؤں تشریف لاتے اور سلام کا جواب دے کر پوچھتے کہ آپ اچھے تو ہیں اور اس کے گھر والوں کا پوچھتے اور فرماتے کیسے آئے ہیں؟ پھر وہ جو بھی ضرورت پیش کرتا تو آپ پوچھتے کتنی ضرورت ہے اور ان کی ضرورت سے زیادہ لا کر دیتے۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے ایک مرتبہ بتایا کہ میراں بخش سودائی ایک مخبوط الحواس شخص تھا اس نے ایک دفعہ حضورؑ کو بڑی مسجد سے آتے ہوئے بڑی بدتمیزی سے بلایا اور پیسے مانگے۔ آپ نے اپنے رومال سے چار یا آٹھ آنے نکال کر اسے دے دیے وہ خوش ہو کر چلا گیا۔

ماسٹر نذیر حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی بھی مَیں اپنے والد کے ہمراہ قادیان حضورؑ کے پاس آیا اور حضورؑ کو اطلاع کرائی گئی کہ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب آئے ہیں تو مَیں نے ہمیشہ یہی دیکھا کہ اطلاع ہوتے ہی آپ فوراً تشریف لے آتے اور خود کچھ نہ کچھ کھانے کے لیے پیش کرتے۔

حضورؑ ایسی سادگی سے مہمانوں کو ملا کرتے تھے کہ مَیں نے بعض اوقات حضورؑ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ حضورؑ کے ہاتھ میں قلم ہوتی اور بعض اوقات ہم سے ننگے پاؤں ملنے تشریف لے آتے یعنی جس حالت میں اندر تشریف فرما ہیں ویسے ہی آ جاتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ مَیں لاہور سے قادیان آیا ہوا تھا۔ حضرت صاحبؑ نے مجھے مسجد مبارک میں بٹھایا اور فرمایا بیٹھو میں کھانا لے کر آتا ہوں۔ پھر چند منٹ بعد خود ایک بڑی پلیٹ میں کھانا لے کر تشریف لائے۔ پھر فرمایا آپ کھائیں میں پانی لاتا ہوں۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؑ کبھی کھلے کواڑ نہ بیٹھتے تھے۔ یعنی دروازے کو بند کر کے بیٹھتے۔ کہتے ہیں مَیں حضورؑ کے پاس بیٹھا تھا کہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب کہتے ابا کنڈا کھول۔ آپؑ فوراً اٹھ کر کھول دیتے۔ ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا حضورؑ بوریے پر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر آپؑ نے پلنگ اٹھایا اور اندر لے گئے۔ مَیں نے کہا میں اٹھا لیتا ہوں۔ آپؑ فرمانے لگے بھاری زیادہ ہے۔ آپ سے نہ اٹھے گا۔ اندر پلنگ بچھا کر کہا آپ اس پر بیٹھ جائیں مجھے نیچے آرام ہے۔ مَیں نیچے بیٹھوں گا۔ مجھے پیاس لگی تو کہا میں اندر سے گلاس لاتا ہوں۔ پھر اندر سے شربت کی دو بوتلیں لے آئے جو کسی نے منی پور سے بھیجی تھیں۔ فرمایا: ان بوتلوں کو رکھے ہوئے بہت دن ہو گئے کیونکہ ہم نے نیت کی تھی کہ پہلے کسی دوست کو بلا کر پلائیں گے پھر خود پئیں گے۔ مجھے ایک گلاس بنا کر دیا۔ میں نے کہا پہلے حضور اس میں سے تھوڑا سا پی لیں۔ آپؑ نے ایک گھونٹ پیا۔ شربت بہت لذیذ تھا۔ فرمایا ایک بوتل آپ لے لیں اور دوسری بوتل باہر مہمانوں کو پلا دیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں ایک دفعہ مَیں وضو کے لیے پانی ڈھونڈ رہا تھا کہ اس مقصد کے لیے اس دروازے کے اندر گیا جو اندرونی مکانات تک جاتا تھا۔ اتفاقاً اندر سے آپؑ تشریف لائے مجھے کھڑا دیکھ کر فرمایا کہ آپ کو پانی چاہیے؟ مَیں نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضورؑ نے لوٹا میرے ہاتھ سے لے لیا اور فرمایا: مَیں لا دیتا ہوں اور خود اندر سے پانی ڈال کر لے آئے۔

ایک دفعہ لاہور سے معززین جن میں ڈاکٹر علامہ اقبال اور سر شہاب الدین وغیرہ بھی شامل تھے حضرت اقدسؑ سے ملاقات کے لیے آئے۔ اس ملاقات کے بارے میں بابو غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ رات کو کھانا کھانے کے بعد جب چارپائیاں تقسیم ہوئیں تو مَیں نے مضبوط اور بڑی چارپائی لے لی مگر چودھری شہاب الدین صاحب نے میری چارپائی پر قبضہ کر لیا۔ حضرت صاحبؑ تشریف لائے۔ ہر ایک سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں۔ ہر شخص نے کہا کہ حضرت مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ جب میرے پاس پہنچے تو مَیں پریشان کھڑا تھا کیونکہ میری چارپائی پر شہاب الدین صاحب قبضہ کر چکے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ٹھہرو مَیں آپ کے لیے اندر سے چارپائی لاتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی۔ کوئی نہ آیا تو مَیں نے اندر جھانکا تو دیکھا کہ ایک آدمی جلدی جلدی چارپائی بُن رہا ہے اور حضرت صاحبؑ اس کے سر پر دیا لیے بیٹھے ہیں۔ حضور کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بہت شرم آئی۔ مَیں نے عرض کی کہ حضور! دیا مجھے پکڑا دیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ اب تو ایک ہی پھیرا باقی ہے۔ حضورؑ کے یہ اخلاق دیکھ کر مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میرے آنسو نکل آئے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان کرتے ہیں کہ غالباً ۱۸۹۶ء کی بات ہے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا۔ دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی تھی۔ مَیں لیٹ گیا۔ حضرت صاحبؑ ٹہل رہے تھے۔

مَیں جاگا تو دیکھا حضورؑ چارپائی کے نیچے لیٹے ہیں۔ مَیں ادب سے گھبرا کر اُٹھ بیٹھا۔ آپؑ نے فرمایا کیوں اُٹھے ہیں۔ عرض کیا کہ آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں، میں اوپر کیسے سوئے رہوں؟ مسکرا کر فرمایا: مَیں تو آپ کا پہرا دے رہا ہوں۔ لڑکے شور کرتے ہیں۔ انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے۔

حضرت منشی امام دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ۱۸۹۴ء میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پہ بیعت کی۔ شام کی نماز میں منشی عبدالعزیز صاحب میرے ساتھ تھے۔ نماز کے بعد منشی صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! ان کی بیعت لے لیں۔ حضورؑ نے فرمایا: اندر آ جائیں۔ مَیں اندر بیت الفکر میں اکیلا گیا تو حضورؑ نے چارپائی کے سرہانے کی طرف مجھے بٹھایا اور پائنتی کی طرف خود بیٹھ گئے۔

حضورؑ فرماتے ہیں: میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار مَیں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

حضورؑ جب کسی سے ملتے تو مسکراتے ہوئے ملتے کہ اس کی ساری کوفت دور ہو جاتی۔ آپؑ کی مسرّت دیکھ کر ہر احمدی محسوس کرتا تھا کہ آپ کی مجلس میں جا کر دل کے سارے غم دھل جاتے ہیں۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے سے چھوٹے آدمی کی بات بھی توجہ سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے جواب دیتے۔ ہر آدمی اپنی جگہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب کو اس سے زیادہ محبت ہے۔

مجلس میں بعض اوقات آداب مجلس سے لاتعلق لوگ بھی دیر تک اپنی باتیں سناتے رہتے اور حضرت صاحبؑ خاموشی سے سنتے رہتے تھے۔ کبھی کسی کو نہ کہتے کہ بس کرو۔ ایک شخص آپؑ کی خدمت میں آیا۔ اس نے سر نیچے جھکا کر آپ کے پاؤں پر رکھنا چاہا۔ حضرت صاحبؑ نے ہاتھ کے ساتھ اس کے سر کو ہٹایا اور فرمایا یہ طریق جائز نہیں۔ السلام علیکم کہنا اور مصافحہ کرنا چاہیے۔

ایک شخص جو فقیروں اور سجادہ نشینوں کا شیفتہ تھا ہماری مسجد میں آیا۔ لوگوں کو آزادی سے گفتگو کرتے دیکھ کر حیران ہو گیا۔ آپؑ سے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں، لوگ بے محابا بات چیت آپ سے کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

میرا مسلک نہیں کہ میں ایسا تندخُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندے سے ڈرتے ہیں۔ اور مَیں بُت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ مَیں تو بُت پرستی کے ردّ کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ مَیں خود بُت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرّہ بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔

حضرت ملک مولا بخش صاحب کہتے ہیں کہ ایک صاحب جان محمد ہمارے گھر کے سامنے امرتسر میں رہتے تھے۔ وہ حضرت اقدس کی کتاب سرمہ چشم آریہ کے عملاً حافظ تھے اور باوجود اَن پڑھ ہونے کے آریوں سے بحث کیا کرتے تھے۔ ان کو مراق کا مرض ہو گیا۔ وہ جس کو ملتے اپنے مرض کے طویل حالات سناتے۔ اکثر لوگ تنگ آ جاتے اور ان کی باتیں سننے سے انہوں نے گریز کرنا شروع کیا۔ کسی نے کہا کہ تم قادیان جاؤ اور حضرت مولوی صاحب سے علاج کرواؤ۔ انہوں نے کہا کہ وہ بڑے آدمی ہیں میری داستان کب سنیں گے۔ اس شخص نے کہا کہ نہیں وہ بڑے با اخلاق انسان ہیں ضرور تمہاری باتیں سنیں گے۔ چنانچہ وہ صاحب قادیان آئے۔ جب وہ یکے سے جا کر اترے تو اسی وقت حضورؑ خدام کے ساتھ سیر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ اس نے آپؑ کو دیکھا تو فوراً مصافحہ کیا اور اپنی بیماری کی طویل کہانی سنانی شروع کر دی۔ سب لوگ تنگ آ گئے مگر حضورؑ آرام سے کھڑے رہے۔ آخر کار وہ شخص خود تھک گیا تو اس پر حضورؑ نے فرمایا بہت اچھا اب آپ مہمان خانے جائیں اور کھائیں پئیں۔ پھر مولوی صاحب کو مل کر دوائی لے لیں۔ جب وہ مولوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی داستان شروع کی تو حضرت مولوی صاحب نے جھٹ سے کہا مجھے پتا ہے تمہیں کیا مرض ہے اور نسخہ لکھ دیا۔ وہ کہتے ہیں سنا تھا کہ مولوی صاحب بڑے با اخلاق ہیں مگر حضرت مرزا صاحب کے اخلاق سے ان کو کیا نسبت۔ پھر انہوں نے بیعت کر لی۔

حضرت شیخ عبدالقادر صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ والد صاحب نے اپنی عمر ایک مغل کے طور پر نہیں گزاری بلکہ فقیر کے طور پر گزاری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اہل تقویٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لیے آخر کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ فرمایا کہ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب، عُجب و پندار کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ غضب اُس وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں، یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے۔ جس کے اندر حقارت ہے ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جاوے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے۔ اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چِڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (سورۃ الحجرات: ۱۲) فرماتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کا چِڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق وفُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چِڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا۔

اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ کل ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرّم و معظّم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی طور پر عاجزی اور انکساری پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر ہم حقیقی اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

❋ ❋ ❋

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad